

گلستان

مار و

لعل و

مقدسی

مظفر الدین خان صاحب عمید آبادی

سلسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو نمبر ۳۲۳

گلستان

حمد و نعت و منقبت

مجموعہ کلام

سید مظفر الدین خاں

صاحب حیدر آبادی

جلد حقوق بحق مصنف محفوظ

عام کتاب :

مطبع :

بارِ اول تعداد :

کاتب :

ٹائٹل :

بلاکس :

طباعت :

قیمت فی جلد :

ناشر :

گلستانِ حمد و نعت و منقبت

اعجاز پر تنگ پر سی چھتہ بازار

عبدالحی زاہد

غوث محمد آرٹسٹ

فیمس بلاکس عقب شہر ان

ہوٹل کوچہ نسیم منڈی میر عالم

جون ۱۹۸۳ء

پندرہ روپے سکڑہند

ادارہ ادبیات اردو پینے گٹ

حیدر آباد۔

ملنے کے پتے : مکان مصنف ۲۵-۲۳ مغل پورہ-۲-۱ ادارہ

ادبیات اردو (۳) اردو گھر تعلیم پورہ (۴) اعجاز پر سی چھتہ بازار

فہرست مضامین کتاب

صفحہ

- ۱۔ تشکر ۵ از معترف صاحب حیدر آبادی
- ۲۔ انتاب ۴
- ۳۔ گلستانِ حمد و نعت و منقبت پر ایک طائرِ آزاد نظر ۱۱ از جناب ہاشم علی اختر صاحب
آئی اے ایس اریٹائرڈ
والس چاندر جامعہ عثمانیہ
و معتمد اعزازی ادارہ ادبیات
اردو
- ۴۔ عرضِ حال ۷ صاحب حیدر آبادی
- ۵۔ کلام ۱۸ صاحب
- ۶۔ قلعہ تاریخ طباعت کتاب الحان خواجہ معین الدین
۱۸۵ بڑی فدائی
- ۷۔ مصنف کی دیگر تصانیف ۱۸۶

حد۔ نعت۔ منقبت ۴ صاحب حیدر آبادی

انتساب

محترم جناب الحاج مرزا اشکور بیگ صاحب مرزا

کے نام —————

رُبَاعِی

پھولوں کی جہک شہد کی لذت پس ہے
بریز لطافت سے مری نس نس ہے
یا رب مرے اشار میں رنگینی دے
جیسے بہ نِ خُکس میں مئے کی رس ہے
صاحب

شکر

سب سے پہلے میں خداوندِ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں
جس نے اپنے کرمِ فراخ سے اس کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا
فرمائی۔

جناب الحاج سیّد ہاشم علی اختر صاحب کا ممنون ہوں کہ
انہوں نے اس کتاب کو ادارہ ادبیات اردو کی مطبوعات میں
شامل کر کے اُس پر ایک طائرِ آزاد تخرُّذ الی۔

جناب مصطفیٰ علی صاحب علوی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں
نے بیسیلی کاپی دیکھی اور تصحیح فرمائی۔

میرے ہمدرد جناب علی احمد صاحب پبلی کا ممنون ہوں
کہ انہوں نے میرے کلام کا انتخاب فرمایا اور جہاں کہیں ضرورت
سمجھی اس کو درست بھی فرمادیا۔

جناب بشیر وارثی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں
نے طباعت اور جلد بندی کرائے میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔
آخر میں الحاج جناب خواجہ معین الدین صاحب بزمی
قدّائی کا شکریہ اُن کے بھرپور کردہ قلم و تاریخِ طباعت

صاحب حیدر آبادی

۶

حمد نعت منقبت

کتاب کے لئے ادا کرتا ہوں۔

یا الہی پھوٹتا پھلتا رہے
گلستانِ حمد و نعت و منقبت

صاحب

عرض حال

از مُصَنَّف

کیا سعادت مل گئی ہے نعت گوئی کے طفیل
ہم بھی اس زمرے میں ہیں جس میں کہ حسانِ رسولؐ
یکایک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حمد و نعت و
منقبت پر مشتمل اپنے کلام کا ایک علمائے مجتہدین کا پلہ بنے۔
خیال تھیں نے رہا عیادت اور قطعاً کو چھوڑ کر جس قدر بھی کلام
اب تک لکھا تھا اکٹھا کر لیا جسے گلستانِ حمد و نعت و منقبت
کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس
کام کی ابتداء ماہِ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں کی جو سرکارِ دوپہاں
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باکرہ امت کا ہیبت ہے۔
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء

خالق کائنات نے اپنے کلام پاک میں فرمائی۔ کسی کا شر ہے۔

کیا حرام نہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز

جب خدا خود ہے ثناخوانِ رسولِ عربی

اس کے بعد خلفائے راشدین نے سرکار کی مدح فرمائی ہے۔

صریر فائدہ کا نعت بنجر جناب ڈاکٹر حمایت علی شاعر شعبہ اردو

سندھ یونیورسٹی (پاکستان) سے ۱۳۹۵ء میں شائع کیا ہے

اس رسالہ میں ڈاکٹر ابو الفیض، محمد صغیر الدین صاحب کا مضمون

”صحابہ کرام کی نعت گوئی“ سے مفید معلومات بہم پہنچتی ہیں۔

ڈاکٹر حمایت علی شاعر نے اپنے قیمتی مقالے میں حضرت

نواب سید محمد الحسینی گیسو دراز بندہ نواز کی نعت کو اردو زبان

کی پہلی نعت قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت معز کا زمانہ ۲۷۱ھ

تغایہ ۸۲۵ء کا ہے۔ حضرت نواب بندہ نواز کبھی کبھی اشعار بھی

لکھا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت قدس سرہ کا نمونہ کلام

بھی صریر فائدہ میں پیش کیا ہے۔ حمایت علی شاعر نے نواب بندہ

نواز سے لے کر ماہر القادری ۱۹۶۷ء تک کے نعت گو شعراء کا

انتخاب کلام پیش کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فہرست مکمل ہے اور

نہ ختم۔ سارے نعت گو شعراء اور ان کے کلام کا احاطہ کرتا

اور جائزہ لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مسرت کا مقام ہے

کہ پاکستان میں اس پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت شاعری کی ہر صنف میں پائے جاتے ہیں۔ رباعی قطعہ۔ قصیدہ وغیرہ۔ مگر زیادہ کلام غزل کے فارم میں ملتا ہے۔ چنانچہ ”گلستان حمد و نعت و منقبت“ غزل ہی کے فارم میں ہے۔ نعت گو شعراء میں اپنی حیثیت اس بڑھیا کی سی پاتا ہوں جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے سوت کے دو چار بندے لے کر چلی تھی یا یوں سمجھئے کہ جسے غالب نے کہا تھا ”یہ بندہ مکینہ ہمایہ خدا ہے۔“

خداوند تعالیٰ کا بے پایاں کرم ہے کہ اُس نے مجھے نعت گوئی کی توفیق عطا فرمائی جس کو میں اپنی نجات کا وسیلہ سمجھتا ہوں۔ میرے عزیز یا اجباب میں جو بھی جمع کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا کچھ نعت کلام دیتا اور درخواست کرتا کہ اس کو سرکارِ دو جہاں کے روضہ اطہر پر پڑھ کر سنائی جائے۔ چنانچہ ان حضرات کا مجھ پر احسان ہے کہ میری اس اسدِ عاکو قبول کر کے عمل کیا اور واپسی پر مجھے کہا کہ میری خواہش کی تکمیل کر دی تھی۔ میرے کرم فرما خانِ مرزا شکور بیگ صاحب مرزا جو ہر سال مدینہ منورہ کی حاضری سے مشرف ہوتے ہیں۔ مجھ پر ہمیشہ ہی یہ کرم کیا۔ اگر وہ مدینہ

حد۔ نعت۔ منقبت ۱۔ صاحب حیدر آبادی

منورہ میں ہوتے اور میں نے اس وقت کوئی نئی نعت کہتا
تو ذریعہ مکتوب میں اسی کی خدمت میں بھیجوا دیتا اور وہ جواباً
خط کے ذریعے مجھے اطلاع کرتے کہ آپ کی نعت شریف
بارگاہ رسالت میں پڑھ کر سنادی ہے۔ اللہ تعالیٰ اکیس
جزائے خیر دے۔

خدا کرے مری ہر نعتیہ غزل صاحب
قبولِ خاطر خیر الانام ہو جائے

صاحب حیدر آبادی

منعلیورہ نزد اُردو گھر

المرقوم، اردیچ المنورہ ۳۰/۴/۴۳

مکان نمبر ۵-۲-۲۳

حمد۔ نعت۔ منقبت ۱۱ صاحب حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلستانِ حمد و نعت و منقبت پر ایک طائرانہ نظر

از سید ہاشم علی اختر صاحب آئی اے ایس ریٹائرڈ
وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی و معتمد اعزازی ادارہ ادبیات
اردو پیچہ گف حیدر آباد۔

۴۔ ۱۹۳۹ء کی بات ہے جبکہ صاحب حیدر آبادی اور میں
جامعہ عثمانیہ میں زیر تعلیم تھے اور پٹھری ہاسٹل میں مقیم تھے۔
منطقہ صاحب ایک اوسط درجہ کے طالب علم لیکن بذرِ سخن اور
پارغ و بہارِ طبیعت کے مالک تھے۔ اس زمانے میں مجھے اُن کی
تخلیقی صلاحیتوں کا کوئی علم نہ تھا۔ آج سے شاید بارہ پندرہ
سال قبل جب اُن کا یہ وصف مجھ پر کھلا تو حیرت بھی ہوئی اور
مستربھی۔ صاحب حیدر آبادی نے دباغی گوئی میں ایک ادبی

مقام حاصل کر لیا ہے۔ اب تو وہ ادب باب علم و ادب میں ایک ممتاز رباعی گوشتاعر کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ صاحب مشکل پسند و ارق ہوئے ہیں۔ رباعی کے علاوہ ۱۰۰ دیگر اصناف سخن مثلاً حمد و نعت، غزل اور تاریخی گوئی میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں اور ہر جگہ ان کی مشکل پسندی نمایاں رہتی ہے۔ صاحب کے اب تک چار شعری مجموعے اور ایک تحقیقی مانیف کتابی شکل میں چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جس طرح رباعی گوئی ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ نعت گوئی بھی ہر شاعر کا مقدر نہیں ہوتی۔ لاکھوں شعراء میں بہت کم شعراء ملیں گے جو نعت بھی کہتے ہوں اور ایسے شعراء جنہوں نے نعت دیوان نامرتب کر کے شائع کیا ہو کم از کم آج کے زمانے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس اعتبار سے صاحب لائق تحسین ہیں کہ ان کا ایک نعتیہ دیوان طبع ہو رہا ہے۔ کسی کتاب کے اچھی ہونے کے معیارات میں سے ایک معیار یہ بھی ہے کہ شروع کرنے کے بعد پڑھنے والے کے ہاتھ سے اقتتام تک نہ چھوٹے اور جب ختم ہو جائے تو حسرت ہو کہ اس قدر جلد کیوں ختم ہو گئی۔ عدیم الفرصتی کے باعث میں اس کتاب کے تمام و کمال مطالعہ سے محروم رہا۔ ورق گردانی کر کے یہاں وہاں سے

حد۔ نعت۔ منقبت ۱۰۴ صاحب حیدر آبادی

جو کچھ مطالعہ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صاحب ڈوب کر شعر کہتے ہیں۔ کیونکہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ صاحب کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ عقیدت اور محبت ہے جو ان کے اشعار میں جایا پھلکتی ہے۔

اس شعر میں ان کی دلی تڑپ صاف ظاہر ہے
دور تک راہ میں طیبہ کی بکھا جاتا ہوں
جو بھی جاتا ہے سلام سے اُس سے کہلاتا ہوں
مثلاً یہ شعر:

جہاں روئے رسالتاب دیکھا ہے
زمین نے ایسا بھی لکھا آفتاب دیکھا ہے
سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو بہترین
اشعار ضرب المثل کے طور پر زبان زدِ فاضل و عام ہیں ان میں شمار
کیا جاسکتا ہے۔

صاحب کی دلی آرزو ہے کہ مدینہ منورہ کی ارض مقدس
میں اُن کا مدفن ہو جس کا الہار ان کے اشعار میں جایا ملے گا
کہتے ہیں۔

اُمٹھوں تو حشر میں طیبہ کی خاک سے اٹھوں
رہوں تو بن کے رہوں نقشب پادینے میں

دو گز زمیں عطا ہو دینے میں یا بنیٰ

صدقہ جناب فاطمہؑ ذہرا بتولیٰ کا

ذیل کے اشعار میں اُن کی دلی تڑپ اور اضطراب نمایاں

۵۔

بحر کے بیٹنے سے عاجز ہوئے پیرار آئے

نخل اُمید میں کب بار بار آئے

بحر کی موت میں بیتار ہے کب تک صاحب

آپ کے در پہ کبھی آپ کا بمبار آئے

ہر سانس کا دھڑکا ہے اب اتک و آہ پر

سرکار اک نظر مرے حالِ تباہ پر

فلتا رہا ہوں آتشِ ہجرانِ شاہ میں

رہیں تمام بند ہیں مجھ پر عذاب کی

روشن دلیل صبح کو ن آفتاب کی

سیرت سے ہم کو مل گئی صورت کتاب کی

رمن ہے مثل بشرایہ لہ دھوکا ہو کہیں

عقل کو کیا دخل اس میں کام کیا ادراک کا

نعت سرور کونین میں صاحب کے اشہب قلم نے

بڑی جولانیاں دکھائی ہیں۔ چنانچہ وہ خود اس بات کو

محسوس کر کے ایک جگہ کہتے ہیں۔

نعتِ بنی میں میری روانی کو دیکھ کر

رک رک گئی ہے نبض بھی دریا کے آب کی

ساتھ ہی نعتِ بنی میں اپنے قلم کو سرنگوں پاتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ۔

ع۔۔۔ یہ ہے اظہارِ حقیقت خامہ فرسائی نہیں

صاحب ایک راسخ و عقیقہ دہنی مسلمان ہیں۔ آپ

سارے بزرگانِ دین کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ گلستان

حمد و نعت و منقبت میں خلفائے راشدین کی مدح کرتے ہیں۔

آپ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت سیدنا غوثِ اعظم دستگیر

رضی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے بید عقیدت رکھتے ہیں۔ کہتے

ہیں۔

نواسخ چمن زارِ فی الدین ہوں میں بھی

زبان پر میری جاری ہے ترانہ غوثِ اعظم کا

ہے کوئی قطب کوئی دلی۔ میں گدے دُر
کیا کیا نہ نعمتیں ہیں ترے انتاب کی

کتنے گلوں کا رنگِ دلایت کا آفتاب
ہے عطر گل میں ایک بھلک بو تراب کی
مندرجہ بالا شعر میں معنی آفرینی قابلِ داد ہے۔

تشیع روزِ محشر پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔ اور سرکار کی ذات
والا کو اپنی نجات کا وسیلہ جانتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔
عشر میں ہاتھ گنتہ گاروں کے بڑھتے بڑھتے

دامنِ احمدِ محنتِ تک آئیے ہمیں ہیں
اس شعر میں تلمیح دعوتِ فکر و نظر دیتی ہے۔

ہر پرندہ چل پڑا سن کر بیڈ کا گھبرا
یہ ہے اک ادنیٰ مقامِ زیرِ دستاںِ رسول
عرفانِ رسولؐ کے تعلق سے یہ اشعار:

ربا ہی جانے مرتبہ اپنے رسولؐ پاک کا
چشمِ ظاہر میں ہماری۔ ہم میں تودہ خاک کا
ان کے صدقے میں ہے صاحبِ دل مراقبِ دل نور
ورنہ کیا میری حقیقت میں ہوں پتلا خاک کا

مجھے بیعت ہے اپنے شیخ سے اُن کے گھرانے میں
 مری قسمت میں بھی آیا حزن و غم و غم کا
 صاحب کو حضرت سید محمد ابو نصر صاحب قادری
 المحوی سے بیعت حاصل ہے۔ جن پر یہ دل و جان سے فدا
 نظر آتے ہیں۔ حضرت کا روح ۴۴ سال تک حیدر آباد میں
 مقیم رہ کر پاکستان منتقل ہو گئے۔ اپنے پیر و مرشد کی جدائی
 پر صاحب کے دلی جذبات اس شعر سے صاف ظاہر ہیں۔
 یہ سنا تھا جسم و جاں سب ہے دیوں کا بھی تعلق
 نہ دے تم جدا جو مجھ سے مجھے موت کیوں نہ آئی
 مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب حیدر آبادی کو غیر معمولی
 صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے ان کا سارا کلام عشق و محبت
 میں ڈوبا ہوا ہے۔

گستاخ حمد و نعت و منقبت صاحب حیدر آبادی کی چھٹی
 پیشکش ہے بوسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو کے
 ۳۲۳ ویں بھرپور شاخ کی چارہا ہے۔ اس مجموعہ کلام کو
 اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ سمجھتی ہوں اور دعا کرتی
 ہوں کہ اللہ جل شانہ اس کو قبول عام کی سند عطا فرمائیں۔
 دانش پبلشرس لاج
 عثمانیہ یونیورسٹی کیمپس
 معتمد اعزازی ادارہ ادبیات اردو۔
 ہاشم علی اختر

سُن اے صبح بہاراں کرنے والے
 بیاباں کو گلستان کرنے والے
 مرے گھر میں بستیاں ہی بستیاں
 جہاں بھر میں پوراں کرنے والے
 خطائیں بخش دینا میری ساری
 ٹک سے مجھ کو انساں کرنے والے
 نہ دی آسودگی خاکِ طیبہ
 ہزاروں پر یہ احساں کرنے والے
 کبھی سوچا بھی سرِ آشفٹوں کا
 سرِ زلف پریشاں کرنے والے
 مری درمانہ گی پر بھی نظر کر
 گدا کو شاہِ دُوراں کرنے والے
 مری مشکل ہی کیا مشکل نہیں ہے
 ہر اک مشکل کو آساں کرنے والے

ہر اسب حال کیا روشنی ہے
 ارے او عہد و سماں کرنے والے
 مرے آنسو کو کراٹھوں موی
 صدق میں دُر غلطیاں کرنے والے
 منور کر دے دل کا گوشہ گوشہ
 مر و اجسم درختاں کرنے والے
 مجھے اذین سفر طیبہ کا دینا
 اہل کو میری دریاں نہ کرنے والے
 وہیں ہے چل اُسی جنت میں چل
 سفر کا میرے سامان کرنے والے
 وہیں کر فاکتہ بالخیر میرا
 عطا تخت سلیمان کرنے والے

میرا پارِ غِ جنت کی فضا ہے
 خود اپنی سانس ہی مشکل کشا ہے
 وہی محبوب محبوب خدا ہے
 یہ دل سو جان سے بھر پیرا ہے
 الٰہی دل ہمارا بھی جُدا ہے
 جلا ہے طور تو روشن ہوا ہے
 یہاں اپنا بھی کب اپنا ہوا ہے
 نہیں جس کا کوئی اس کا خدا ہے
 کوئی بخود ہے سمجھے میں پڑا ہے
 کوئی بہوت ساد پر کھڑا ہے
 لرز جاتا ہے دل کیوں کانتا ہے
 نظر کو کس نظر کا سامنا ہے
 ابھی نظارہ ہے بیرونِ در کا
 درونِ فنا نہ بھی تو دیکھتا ہے
 الٰہی نعمتیں دارین کی دے
 ہی ہر دم مرے لب پر دعا ہے
 شفاعت عام ہوگی عاصیوں کی
 محمد مصطفیٰ کا در کھلا ہے

بشتِ رستِ خلد کی ایماں کی دولت
 یہ اُن کی دین و دانا کی عطا ہے
 اُسے کیا چاہیے پھر دو جہاں میں
 مستر جس کو پترا آسرا ہے
 وہ جو کھٹ پر تری سر رکھ کے دیکھے
 جسے تقدیر سے اپنی گلا ہے
 اُسی کی جستجو لانی پہاں تک
 کُن تھا دل سے دلی کا راستہ ہے
 جہاں بھی نہ ہم کو اپنے دُور سے
 منزہ سجدوں میں اب آئے لگا ہے
 میاں مقبول ہوتی ہیں دُعائیں
 جسے دیکھو وہ مصروفِ دعا ہے
 کوئی بہ مستِ مہبائے نعت
 کوئی عصیاں کے ڈر سے کانٹا ہے
 فلافِ کبر پر ہر ایک آنسو
 دُریکتا ہے نعلِ بے مہیا ہے
 دیرِ کعبہ بظہرِ بند رہ کر
 ہر ایک عاصی پہ دیکھو جب کھلا ہے

تے قربان جاؤں سنگِ اود
 مقدر کو مرے چکا دیا ہے
 "ہدائی کی گھڑی سر پر گھڑی ہے"
 دھڑکی سے دم گھٹنے لگا ہے
 لگا ہے اے میاں سے زمانہ
 میرا دھم بگڑا بیٹک ہر ہے
 متیر گر نہیں ہے قربِ یترا
 تو پھر جینا مرا کس کام کا ہے
 ہدائی کے بہتشم میں نہ ڈلوا
 تجھے کچھ بھی اگر اس دن ہے
 یہی صاحب کی جنت ہو خدایا
 رتا در ہے دیارِ مصطفیٰ ہے

بلند اس کے سوا کیا کوئی مقام بھی ہے
 خدا کا نام جہاں ہے مہربان نام بھی ہے
 مجاہدوں کے لئے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 سیر بھی ہے وہی شمشیرِ نیام ہے
 ہوا جو خونِ جگر ڈبڈبا گئیں آنکھیں
 بیابان پر ہے پھلکنے کو میرا جام بھی ہے
 فنا بقا سے کبھی مختلف نہیں میری
 جو میٹ گیا ہوں تو حاصل مجھے دوام بھی ہے
 مراد دل کی بڑائے تو بات ہے مولا
 سلام شوق مرا تشنہ پیام بھی ہے
 تمہارا اسم گرامی محمد عربی
 یہ لطفِ خاص خدا کا ہے اذین عام بھی ہے

بیکار کرا نہیں ہے ساختِ قبل ہوں میں
 کہ ایک نام محبت کا احستِ رام بھی ہے
 حضورؐی درِ اقدس کے بعد کیوں اسے دل
 بہت ادا اس بھی ہے اور شاد کا بھی ہے
 بشر کے واسطے حیدر عروج ہے معراج
 زمانے بھر میں کوئی ایک ایسی شام بھی ہے
 حضورؐ ایک نظر اس طرف بھی صاحب پر
 اُمید وارِ کرم آپ کا غلام بھی ہے

ربطِ حکم جو تری ذات سے ہم رکھتے ہیں
 اپنی ہر سانس میں تشر کا دم رکھتے ہیں
 چشمِ اغیار میں اُمت کا بھرم رکھتے ہیں
 آبِ دالش کو جو سینے میں بہم رکھتے ہیں
 اپنی پیکوں پہ بھی وہ شعلہٴ نغم رکھتے ہیں
 سجدہ ریزانِ دریا کب بنی ہیں ہم لوگ
 اپنی گردن میں جو تلوار کا خم رکھتے ہیں
 اپنی اُمت ہی کے غم خوار نہیں ہیں سرکار!
 ساری مخلوق کا غم شاہِ اُمم رکھتے ہیں
 فرش ہو جاتی ہیں سب حور و ملک کی آنکھیں
 جب بھی دیوانے ترے در پہ قدم رکھتے ہیں

قید سے فکرِ دو عالم کی رہیں گے آزاد !
 کس کے دیوانے ہیں کس بات کا غم رکھتے ہیں
 سیرتِ پاکِ بنی امیہ ہے شبیہ قرآن
 ہم تو قبضے میں ہی تیغِ دو دم رکھتے ہیں
 دیکھ لیتے ہیں جو اک بار جھلک روئے کی
 وہ کہاں پھر فلشِ بارغِ ارم رکھتے ہیں
 آپ کے ذکر سے ہے قلب کی دُنیاروشن
 ہم بھی اک جاں یہ اندازہ جم رکھتے ہیں
 ہو چکے گر یہ مشرف بہ زیارت صاحب
 دل میں دائم کششِ کافِ کرم رکھتے ہیں

مخدی ہوں محسوس پہ مرنے والا ہوں
ہزار جان فدا اُن پہ کرنے والا ہوں

ہوں مستِ جامِ مے عشقِ سیدِ کونین
اسی میں ڈوب کے اِس میں ابھرنے والا ہوں

بنارہا ہوں انہیں کو نوشتہٴ تقدیر
کہ جن نقوشِ قدم سے سوار نے وال ہوں

مرے خمیر میں طیبہ کی فاک شامل ہے
اسی میں بل کے اسی میں بکھرنے والا ہوں

قریب مرگ ہوں صاحبِ یقینِ کامل ہے
کہ اُن کے سامنے جی سے گزرتے والا ہوں

جہاں کی یترگی نہ رہی حسیں معلوم ہوتی ہے
 جہیں تنگ سجدہ مر جہیں معلوم ہوتی ہے
 جہاں شک نہ امت آپ کے باران رحمت ہیں
 وہیں آقا کی میرے سر زمین معلوم ہوتی ہے
 گنواںی عمر ساری در پہ پہونچے ہیں تو کہتے ہیں
 یہیں پر مطمئن جان حسیں معلوم ہوتی ہے
 ہوا کھانے دے کچھ دن اور آب و خواب رہنے دے
 ہمیں یہ سر زمین قلد بریں معلوم ہوتی ہے
 کہیں ایسا نہ ہو ڈس دے لھے یارب دہائی ہے
 شب ہجرال جو مار آستیں معلوم ہوتی ہے
 پڑھی ہے فاتحیوں تھکان خاک طیبہ پر
 کہ اپنی قبر بھی جیسے کہیں معلوم ہوتی ہے
 ملی ہے جب سے صاحب انکے در کی خاک چہرے پر
 مری مکروہ صورت بھی حسیں معلوم ہوتی ہے

دلِ وحشی کی تسکین ہو گئی ایسا مقام آیا
 محبت آپ کا جب بھی زبان پر میری نام آیا
 وہ حاصل ہیں مگر پھر بھی سکونِ دل نہیں حاصل
 جنونِ عشق میں ایسا بھی ہم پر اک مقام آیا
 محمد میرے مولا ہیں محبت میرے لجا ہیں
 یہی ایک اسمِ اعظم دو جہاں میں میرے کام آیا
 بکھا دو تشنگی سیراب کر دو یا رسول اللہ
 سگِ درگاہِ والا کب سے در پہ تشنه کام آیا
 حسین ابنِ علیؑ کا واسطہ اے ساتی کوثر
 ببول پر جان آئی ہے مگر لبِ نکسار جام آیا
 شہیدِ ربِّ انور لوحِ دل پر نقش ہو جاتے
 سرِ شوریہ کے کر بس یہی سودائے غم آیا
 کہیں ایسا نہ ہو مارے خوشی کے دم نکل جائے
 محمد مصطفیٰ کے ارضِ اقدس کا سلام آیا
 چلو صاحبِ چلیں اہلِ کردہ قدموں پہ ہو جائیں
 پیام آیا کہ وہ ماہِ عرب بالائے نام آیا

بے سہارا ہوں کوئی یار وہ دگار نہیں
 آسرا میرا جس نے امدادِ مختار نہیں
 دل ہی بے سود ہے گر آہِ شرر بار نہیں
 زندگیِ یاسع ہے مگر در پہ ترے بار نہیں
 آپ نے در کی گدائی ہو میسر ہو جائے
 عمرِ حضری بھی اگر مجھ کو ملے بار نہیں
 شافعِ روزِ جزا، روزِ جزاِ محشر میں
 کون ہے جو تری رحمت کا طلبگار نہیں
 بخش دے پھر وہی اچھاں کی حرارتِ دل کو
 ترے سچے گونہوں میں اب کیوں لگتی سرشار نہیں
 کٹ گئے عمر کے سینتیس برسِ فرقت میں
 اک دو تین نہیں آہ کوئی پیار نہیں
 باتِ یس بقی کہ ترے در پہ اہل آئے مری
 یوں تو صاحب کو کبھی موت سے الکار نہیں

وہ آئے وہ آئے وہ آئے محمد
 نکلتا ہے دم از براے محمد
 مری خاک ہو خاک کوئے مدینہ
 دُعا میرے دل کی بر آئے محمد
 فدا کے کرم سے ہوں اُمت میں اُن کی
 نہیں کوئی میرا سوا آئے محمد
 مقتدر چمک جائے جوں ہر شجر
 میسر ہو مگر خاک پائے محمد
 مر ادم نکل جائے بسے میں یارب
 زباں پر ہو جاری ثنائے محمد
 ہلائے گی کیا خاک تو مجھ کو دوزخ
 مرے دل میں ہے جبکہ جائے محمد
 فدا کی خدائی میں ہر شے، انہی کی
 شہنشاہ گیتی گدائے محمد
 دم نزع سرکار شریف الہائے
 دل و جان صاحب فدا آئے محمد

مدینے میں مجھ کو بلانا محمد
وہی آخری ہو ٹھکانا محمد

مجھے اپنا جلوہ دکھانا محمد
اہل دھوڑ لے گی بہانہ محمد

ہرے غم کا سن لو فسانہ محمد
خالف ہے سارا زمانہ محمد

ہری دوح کو لے جلیں جب فرشتے
میں گاؤں ممتبہ راہ زمانہ محمد

دل میرا ہمیشہ سے ہے غید لے مدینہ
اب تجھ کو بلا لیجئے آگائے مدینہ

نصیرِ ہادی کی ہے حقیقت نہیں دیکھی
سر میں ہے محالہ مرے سودائے مدینہ

پچکے مری قسمت صفتِ ہر درختاں
آجائے نظر گر رخِ زیبائے مدینہ

قدموں میں پسِ مرگ جگہ دینے چھو
جنت ہے مرے واسطے مہراے مدینہ

اے بٹاؤ دُعا عالم ہے دُعا عالم سے بھی بڑھو
صاف کے لئے بڑا شوق تھا اے مدینہ

راہِ نجات بن گئی طاعتِ رسولؐ کی
طاعتِ خدا ہے پاک کی طاعتِ رسولؐ کی

معراجِ مصطفیٰؐ کی ہے دیدارِ کبریا
معراجِ مومنوں کی زیارتِ رسولؐ کی

سہرے پہ ہے محیطِ اسی ذات کا ظہور
ہے ساری کائنات ریاستِ رسولؐ کی

کو کے معاف ہوئی لئے دشمنوں کے دل
کئی کس قدر سلیم سیاستِ رسولؐ کی

صاحبِ ہی ہے غرضِ تمنا کی جیتے جی
اللہ سے نصیبِ زیارتِ رسولؐ کی

جیسا ہے دید کا ارمان رسولِ عربی
دل ہے سو جان سے قربان رسولِ عربی

آپا کی شان کے قربان رسولِ عربی
دل و دیدہ ہوئے حیران رسولِ عربی

تم سے ہم کو بلا قرآن رسولِ عربی
مشکلیں ہو گئیں آسان رسولِ عربی

دل کی بستی ہے بیابان رسولِ عربی
اس کو فرماؤ گلستان رسولِ عربی

کیسے کھتی ہے یہاں بحر میں کیا عرض کریں
روزِ روشن ہے شبستان رسولِ عربی

اپنا جلوہ جو دم نزع دکھا دیں حضرت
موت بن جائے گی آسان رسولِ عربی

یا محمدؐ مدد سے بہرِ خدا یک ہو گئے
ساری اُمت ہے پریشانِ رسولِ مہربانی

منبعِ جود و سخا فیض کے دریا ہیں آپ
دل کے بر لائے ارمانِ رسولِ مہربانی

فاکِ بیک در اقداس میں چھپا لو مجھ کو
کرد و دلالتِ یہ احسانِ رسولِ مہربانی

موت میں دم مری بائیں پہ کھڑی ہو جا
تب سلامت رہے ایمانِ رسولِ مہربانی

میرا دم آپ کے نقشِ کفِ پا پر نکلے
بس یہی دل میں ہے ارمانِ رسولِ مہربانی

عالمِ نزع میں ہرقہ میں بھی اور حشر میں بھی
رہتے صاحب کے نگہبانِ رسولِ مہربانی

یا محمد آپ کے انوار دیکھا چاہیے
 میں کو یہ دولت ملے دنیا میں پھر کیا چاہیے
 سایہ رحمت بروزِ حشر ہو گا صنوِ نسیم
 عاصیوں کے سر پہ آخر کچھ تو سایہ چاہیے
 یا نبیؐ غالبِ رُخِ روشنی سے یہ عقدہ کھلا
 دل کے آئینہ پہ بھی دارِغِ سودا چاہیے
 میں فقط مجبور ہوں آقا مرادِ مختارِ کل
 اس سے بڑھ کر میرے غم کا کیا مداوا چاہیے
 مالکِ دنیا و دین یا رحمتِ عالمین
 آپ کے پاؤں مجھ کو قبر کی جا چاہیے
 یا ہمتی ہو گی زُلیخا یوسف کنعانِ یس
 قیس مجنوں بن گیا اس کو تو لیل چاہیے
 صاحبِ محروں کو بل جاسے متاعِ لازوال
 طالبِ مولا ہوں مجھ کو میرا مولا چاہیے

ہجر کے پینے سے عاجز ہوئے ہزار آئے
تخل امیدیں کب بار الہ بار آئے

سید جن و بشر احمد محنت آئے
میرے ہاتھ مرے آقا مرے سرکار آئے

خواب میں ہوئے انوارِ نبیؐ کا دیدار
کام ! آخر تو کبھی طالع بیدار آئے

کہتے ہی روز مشرف بہ کرم ہوتے ہیں
سوختہ جاں بھی کبھی حاضر دربار آئے

یا محمدؐ بہ کرم اس کی اجازت دیت
جان کو قلبِ حزیں در پہ ترسے داد آئے

لذتِ لطفِ ستم ساقی کو شرکی قسم
اُن کا میخوار نہیں جو کوئی ہشیانہ آئے

جاں لبوں پر ہے مری سیدہ اُمّی بقی
یہ نکل جائے نظر گر ترے اقدار آئے

جو مگیا در ہے ترے در سے کہاں جائیگا
اور اگر جائے تو پھر لوٹ کے سو بار آئے

بیری رحمت کی قسم بیری شفاعت کی قسم
بخشا عشر میں جب بیری گنہ گار آئے

ہجر کی موت میں بیتا رہے کب تک صاحب
آپ کے در پہ کبھی آپ کا بیمار آئے

سر کو اُن کے دیر اقدس یہ جھکے رہے
 آتش عشق کو یسے میں پوٹے رہے
 اپنے دل میں ہو پھٹے قدم پاک کے نقش
 آتش عشق کو یسے میں پھٹے رہے
 اب ہوا، اب ہوا، اب ہوا کاسہ حیرت اپنا
 ذات قدسی سے ہی آس لگائے رہے
 بے اثر نارِ جہنم کو اگر کونا ہے
 نام احمد کدِ نیکین دل میں بٹھائے رہے
 وصل ہو جائیگا، ہو جائیگا آخر جو وصال
 غمِ بچراں کو کیسے سے لگائے رہے
 جوشِ گریہ کے سبب جوش میں آئی رحمت
 دل کے ٹکڑے صفا مزرگان پہ سمجائے رہے
 خاک بن جائے اُس نقشِ قدم کی جگہ
 اس طرح سینہ یثرب میں سمجائے رہے

سلام

یہ بارگاہِ حضورِ اکرم رسالتِ پناہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اے سید جن و بشر انوار سبحانی
 سلام اے محرم رازِ حقیقت ہائے سبحانی
 سلام اے آفتابِ دو جہاں شاہنشاہِ بطنِ
 سلام اے تاجدارِ انبیاءِ ختمِ رسلِ شامِ
 سلام اے آمدِ کے لعلِ شاہِ یوسفِ خانی
 سلام اے منظرِ نورِ ابدی اے طلّٰی سبحانی
 سلام اُس پر کہ جو ہم بے سہاروں کا سہارا ہے
 سلام اُس پر کہ جس کا نام عالم آشکارا ہے
 سلام اُس پر کہ جس کی وجہ سے تویر آدم ہے
 سلام اُس پر کہ جس کے واسطے تخلیقِ عالم ہے
 سلام اُس پر کہ جس سے فروزاں شمعِ ایمانی
 سلام اُس پر کہ جس کے نور سے ہے نورِ قرآنی

سلام اُس پر کہ جس کے قبل یہ دنیا تھی ویران
 سلام اُس پر جس کے بیشتر زندہ ال تھامین
 سلام اُس پر کہ زمانِ خدا کو جس نے فرمایا
 سلام اُس پر کہ جس نے قلب کو ایمان سے گریا
 سلام اُس پر کہ جس کے دشمنوں کو اعتراف اس کا
 سلام اُس پر کہ ہے جبریل بھی موطوف اُس کا
 سلام اُس پر کہ جس نے روحِ انسانیت کو ہمار دی
 سلام اُس پر کہ جس نے ظلم کی سب کو بشار دی
 سلام اُس پر کہ ناشانی ہے جو شانِ شہنشاہی
 سلام اُس پر کہ جس نے دشمنوں کی مغفرت چاہی
 سلام اُس پر کہ جس نے راتِ روز کو دعا میں کس
 سلام اُس پر کہ جس نے بیزاروں سے وفا میں کس
 سلام اُس پر کہ اب گلِ قیامت تک کھلتا
 سلام اُس پر کہ جس کے قدم کا سایہ تک نہیں ہٹتا
 سلام اُس پر عرف میں جس کے پہناں عطرِ مہربے
 سلام اُس پر مشامِ جاں ہے جو زلفِ بزمِ ہے
 سلام اُس پر کیا تھا چاند کو جس چاند نے ٹکڑے
 سلام اُس پر کہ جس کے نام پر روحِ بلال اُکھڑے

حدیث نعت منقبت ۴۳ صاحب حیدر آباری

سلام اُس پر کہ جس کے دم سے دنیا کا جن گلشن
سلام اُس پر کہ جس کے نور سے مرقد مری روشن
سلام اے سیدِ عالی نسب والا گہرِ شاہا
سلام اے جلوہ رحمان کے حدِ نظر شاہا
سلام صاحبِ بحرِ ان نصیب بے نوالینا
بوقتِ واپس مولا مدینے میں بُلا لینا

۷۵/۶/۲۶

سرکار جلوہ گوہوں مرے گھر کی طرح
 چمکے کبھی تو میرا مقدر کسی طرح
 ہو جائیں بھر دو صلہ ہوا ہر کسی طرح
 بن جائیں خارِ خشک گلِ تو کسی طرح
 بھر بنی میں خاک پہ لوٹا ہوں اس قدر
 پھولوں کی بیج ہو مرا بستر کسی طرح
 جل جائے سودا آتشِ عشقِ بنی سے دل
 روشن ہو یا الہی مرا گھر کسی طرح
 ہے آرزو یہ دل کی دم مرگ یا بنی؟
 قدموں میں آپا کے ہو مرا سر کسی طرح
 عشقِ بنی میں خاک بھی اکیر ہو جری
 بنی جائیں میرے اشک بھی گوہر کسی طرح
 راضی ہو مجھ سے دوزخِ قیامت قدموں سے
 اللہ اور اس کا پیغمبر کسی طرح
 یہ صاحبِ حزیں کی تمنا ہے یا بنی؟
 چھوٹے نہ فدا میں بھی تو ادر کسی طرح

۷۵/۸/۷۵

مقام ارفع و اعلیٰ تمھارا ہے
ہے عرش و درش میں جو یہی وہ سب تمھارا ہے

یہ کائنات کی جو چیز ہے تمھاری ہے
جو کائنات کا مالک ہے رب تمھارا ہے

فدا سے ناز تو تم سے نیازِ مدیہ ہے
فدا سے اونچی مقامِ ادب تمھارا ہے

زبانِ پاک کا اک معجزہ کلام اللہ
فدا کے بنیوں میں اُنی لقب تمھارا ہے

غزلوں نے گھیر لیا ہے عزیزِ صاحبِ کر
دلا دوا اس کو رہائی وہ جب تمھارا ہے

کہیں تم ہو اور میں کہیں یا محمد
 ہوئی خوں سے تو آیتیں یا محمد
 ہیں جیب آپ خود شافع روزِ حشر
 مجھے نکر اپنی بہیں یا محمد
 دو عالم کو انگشتی کر کریں فرض
 تو ہیں آپ اس کے نگین یا محمد
 زبانِ مبارک سے جو بات نکلی
 وہ سب کے ہوئی سرد لہنیں یا محمد
 ہر اک اُمتی کو ہے روزِ قیامت
 شفاعت کا پیری یقین یا محمد
 ہوئے جلوہ گر آپ جب اس جہاں میں
 یہ دُنیا ہے کتنی حسین یا محمد
 جب آرا مگاہِ شرِ دو جہاں ہے
 زین بھی ہے عرشِ بریں یا محمد
 تری خاکِ در پر چلنے کی خاطر
 تڑپتی ہے جانِ حسریں یا محمد
 جگہ اپنے قد مول میں اس کو بھی دو گے
 ہے صاحب کو اس کا یقین یا محمد

۶۷۵/۲۸

میرا ایمان اُن کی محبت
 میرا کعبہ اُن کی صورت
 یاد مختاری میرا و قافیہ
 انکبانہ امت میری عبادت
 گویہ پیہم دھودے دھودے
 دل کی سیاہی دل کی کورت
 آپ نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا
 آپ کی ہستی آئی رحمت
 ذاتِ محمد میں ہیں محسوس
 نشانِ خدا کی نشانِ بنو رس
 بس بے بخشا کش کو صاحب
 اُن کی شفاعت روزِ قیامت

۱۳۱۳/۶۷۶

عرفانِ محسنہ کے لئے قلب و نظر دے
 دے آہ میں تاثر دے غاؤں میں اثر دے
 طیبہ کو پیچ وادوں کا تو اذیہ سفر دے
 بس زانو سفر میں مجھے جبریل کے پر دے
 مایوس نہ کوٹا تے در سے کوئی سائل
 و اماں تہی لایا ہوں، داتا مرے بھر دے
 جلتی ہوئی جو آگ یہ روغن کا کوں کام
 اے عشقِ نبی تو مجھے وہ دیدہ تر دے
 مل جائے مجھے ہر کی ہا کہوئے نبی میں
 تا شرم مرے رہنے کو ایسا کوئی نگہ دے
 وصلِ بے شب بھر کی کثفت کی سیاہی
 صاحب کو کہی اپنے بستم کی سحر دے

دریا کے کوم ہے دریا دریا محسن
 اللہ کا دربار ہے دربار محسن
 روشنی ہے مدینے کی زمیں چاند ہے بڑھکر
 ہر دم ہے جہاں بارش انوار محسن
 وائل اذانی غشی کی فسر ہیں گیسو
 و الشمس کی بقیر ہیں رخسار محسن
 اللہ ملا اس کو جسے آپا ملے ہیں
 اللہ کا طالب ہے طلبکار محسن
 پھر دل کو تمنا نہ رہی یاغ ارم کی
 حاصل ہوا جیسا سایہ دیوار محسن
 مرتا ہے تو ہو جاتا ہے وہ دندہ جاوید
 محتاج مسیحا نہیں بیمار محسن
 گویا ہوا اللہ بھی خود میں کی زبان سے
 صدقے تھے اے لذت گفتار محسن
 کیوں موت کی تلخی ہو بھلا کام و دہن میں
 حاصل ہو جسے بشریت دیدار محسن
 اللہ کا اقرار بھی کافی نہیں صاحب
 جب تک نہیں کرتا کوئی اقرار محسن

(۵۸۲)

۶۷۶/۱۰/۲

نہ چھوڑ مجھ کو ہرگز بے سہارا یا رسول اللہ
 تمہیں ہو بے سہاروں کا سہارا یا رسول اللہ

منا ہے تم مدد کے واسطے اُس کی پہنچتے ہو
 بہاں جس نے تمہیں دل سے لگا دیا رسول اللہ

بصد سامانِ رسوائی تمہارے آریہ آیا ہے
 شکرتہ حالِ اکِ نعمت کا مارا یا رسول اللہ

گدا لی آپ کے در کی ہے مدد و مشکِ شہنشاہی
 اُسے مل جائے کچھ صدقہ اُتار یا رسول اللہ

چُھپا لیجئے اسے اللہ اب دانا رحمت میں
 پریشاں حال صاحب ہے کھارا یا رسول اللہ

۲۰/۱/۶۷

حسرت ہے نکل جانے ارمان مدینے میں
ہے جسم کہیں میرا اور جان مدینے میں

عقبتی کا میسر ہے سامان مدینے میں
ہے کعبہ دین اپنا ایمان مدینے میں

ایثارِ مجسم ہے افلاق کا پیکر ہے
نیکی کا فرشتہ ہے اتان مدینے میں

خاصانِ خدا ہیں سب کیا درجہ ہے ہر اک کا
آسان نہیں اُس کی پہچان مدینے میں

پہنچا دے مجھے یارب دربار میں احمد کے
ہو جائے گی ہر مشکل آسان مدینے میں

طیبہ کی زمیں پر وہ جیسے ہی قدم رکھے
سرکار کا ہوتا ہے جہان مدینے میں

دم میرا نکل جائے قدموں میں مجھے
سو جان کروں جا کر قربان مدینے میں

اک نور کا عالم ہے اک نور کا عالم ہے
گویا کہ خستہ ہے قرآن مدینے میں

اے دل نہ دھڑک اتنا سُن جائے ادب سے
خوابیدہ ہیں سرکارِ دلشان مدینے میں

تا حشر شرف مجھ کو مل جائے زیارت کا
تا عمر کے صاحبِ ہر آن مدینے میں

۱۰/۸/۶۷

بے لاکے عشقِ بنیٰ کو نے مار ڈالا بھی
 ہزار نفع کا باعث ہوا خسارہ بھی
 بے لاکے ہاں ہے تغافل کی ہر ادایا دے
 شرابِ تلخ کو کرتے ہیں سب گوارا بھی
 بنیٰ کا عشق ہے رہبر جہاں کہیں جاؤں
 وہ بحر بھی ہے سفینہ بھی ہے کنارہ بھی
 و نورِ عشقِ بنیٰ اور کیا کہوں کچھ کو
 تو نورِ سینہ ہے اور دل کا ہے اُجالا بھی
 مٹا دے مجھ کو بتسم کی اک کرنی دے کر
 بہت ہے عشقِ قمر کو ترا اشارہ بھی
 بنادے داغِ جگر کو مرے یہ بیضا
 کہ اڑ دھا بھی وہی تھا عصائے موسیٰ بھی
 دلِ حزیں کو کس نام سے کروں موسوم
 وہ ایک قطرہٴ سحابِ برقی پارا بھی
 ہزار طور سے تر پارا ہے عشقِ رسولؐ
 نئی ہے طرزِ ادا اور سخنِ ترا لا بھی !
 بنیٰ کی نعتِ عبادت کے ماسوا صاحب
 رہِ نجات ہے جنت کا ہے قبالا بھی

۶۷۶-۱۲-۲۲

منظور کئی خدا کو بڑائی رسولؐ کی
مدحت سرا ہے ساری خدائی رسولؐ کی

جان بخشش زندہ گی ہے بس اکٹاپکائی
ہے مرگیا مد ہزار خدائی رسولؐ کی

خلد بریں کے فرشت زمرہ کی کیا لب
مل جائے گر کسی کو پشائی رسولؐ کی

روزِ ازل ہی مل گئی دستِ کریم سے
روست دلا کی اور گدائی رسولؐ کی

ہو جائے گر کبھی جو قبول دعائیں دیر
مولا کو اپنے دیے دہائی رسولؐ کی

کیونکر عزیزِ رب نہ ہو اُمت کہ پس ہی
ہے ساری دہ گئی کئی کئی رسولِ مکی

ہیں زیرِ سایہ سارے نبی ساری اُمتیں
پر چھائیں تک کسی نے نہ پائی رسولِ مکی

شکاکِ مکر سے صاف نکالنا نکلی گئی
کچھ دل ہی جاتا ہے صفائی رسولِ مکی۔

موسیٰ یہ رشکِ اُمتِ مروجہ کیوں کہے
صورتِ خدا نے ہم کو دکھائی رسولِ مکی

مبعوثِ فیوں تو اور ہوئے لاکھ انبیاء
لیکن کسی میں بات نہ آئی رسولِ مکی

صاحبِ فدا سے بندے کو جس نے ملا دیا
ادراک سے پرے ہے رسائی رسولِ مکی

۱۰/۱۲/۶۷۲

سب کچھ کُٹا دیا نہیں کچھ بھی دُعا کے پاس
بے پل مرے نصیب رسوا کے خدا کے پاس

جان و دلِ حُزنی کے سوا اور کچھ نہیں
صدقہ اُتارنے مشہدِ والا گدا کے پاس

دامانِ پاکِ دستِ طلب میں کھتا دیا
پہنچا دیا کریم نے دستِ عطا کے پاس

صاحبِ ولی مراد بر آئے گی ایک دن
مقبول ہیں تمہاری دعائیں خدا کے پاس

۶۷۷/۳/۱

محمدؐ کی گریہ سدا رہی نہ ہوتی
شفا عت کی صومٹ ہماری نہ ہوتی

بحسنِ گر نہ طیب کا دُنیہ میں ہوتا
تو گلشن میں بادِ بہاری نہ ہوتی

نہ ہوتے محمدؐ تو کچھ بھی نہ ہوتا
خدا کی خدائی یہ ساری نہ ہوتی

دمِ نزع سرکارِ شریفِ لائے
غشی کیسے پھر ہم یہ طاری نہ ہوتی

دُہائی محمدؐ کی دی تم نے صاحب
دُعا کیسے مقبول باری نہ ہوتی

۱۳/۸/۶۷۷

سر پر مرے جو دشتِ محمدؐ کی دھول ہو
 دل کی کلی بنی کے گلستاں کا پھول ہو
 یارب کرم ہو تیرا جو بابِ نزول ہو
 ہرگز ہمارا دل نہ کبھی پھر ملول ہو
 روشن ضمیر ہو مرا سینہ ہو گنجِ عرش
 کھل ابصر جو پائے عسکری کی دھول ہو
 اک گوند بخودی مجھے عشقِ بنی میں ہے
 اے عمر راہِ یگانہ شبِ ہجران کا ملول ہو
 سرکارِ کمال کا سلام پہنچتا ہے اُس کے پاس
 جس کو عطلے ذوقِ نوائے رسولؐ ہو
 مدفنِ بنی ہمارا جو طیبہ کی خاک میں
 لقویذِ قبرِ گلشنِ جنت کا پھول ہو
 اُن کی عطا میں کیا نہیں صاحبِ اگرِ ملے
 راضی قہامہ اور حقہ اکا رسولؐ ہو

۶۷۷ / ۳ / ۱۸

بقا سی شے بھی ہے اس تیرگی میں کیا نہیں ملتا
طلب صادق اگر ہو روشنی میں کیا نہیں ملتا

صفت اللہ کی ہے اور صورت ہے نبیؐ کی سی
کوئی دیکھے تو آخر آدمی میں کیا نہیں ملتا

ملا ہر سالس میں اک قوت ہستی کا نیا عالم
کوئی پوچھے تو ہم سے تنہا کی میں کیا نہیں ملتا

ہوایہ نکتہ روشن عرش پر نعلیں کیا پہنچے
قدم پاک سے وابستگی میں کیا نہیں ملتا

سبھی کچھ کھو دیا صاحبِ امان نے ہو بڑا افس کا
وگرنہ آپ کو اپنی نفی میں کیا نہیں ملتا

۴۴۴/۳/۲۴

اندیشہ ہو تو کیوں بے محلے منزل کی بھول کا
 دل میں ہے جب مقامِ فدائے رسولؐ کا
 ارضِ عرب ہے ترا وہ رُتبہ زمین پر
 جیسا مقامِ صحنِ چین میں ہے بھول کا
 سب کچھ ہے مجھ کو بردیائی اگر سے
 دے راستے مجھے کوئی اس کے حصول کا
 کر لے دُعا قبولِ دلِ درد مند کی
 ہے رابطہ قدیم دُعا سے قبول کا
 دو گز زمین عطا ہو مدینے میں یا نبیؐ
 صدقہ جنابِ فاطمہؑ زہراؑ قبول کا
 محشر میں ہر حشر سے کچھ کم نہ ہوں مجھے ہم
 سر پر ہمارے چاہیئے دامنِ رسولؐ کا
 اشکوں سے کر رہا ہوں میں کھیلے بہرِ وضو
 صاحب ہے وقتِ نورِ فدا کے نذرِ دل کا

مال گھڑی میں بہت کچھ ہے گنہگار کے پاس
 بات جب ہے کہ پہنچ جائے فریدار کے پاس
 کوئی چیز نہیں دستِ عطا میں اُن کے
 میرے سرکار ہی مختار ہیں بیمار کے پاس
 خوفِ تنہائی ہماراں تھکتے کیوں ہوائے دل
 دردِ مہر و وقت لگا رہتا ہے بیمار کے پاس
 مرگ آتا ہے تو آجھ سے مدینے میں مل
 پہلے پہنچا دے مجھے احمدِ محنتار کے پاس
 اپنے قدموں میں جگہ مجھ کو بھی دیں گے حضرت
 پھول ہلکے ہوئے گلشن میں ملے خار کے پاس
 دولتِ عشقِ نبیؐ سے میں غنی ہوں صاحب
 ناکھ کشکول سے دوڑیں گے زار دار کے پاس

۶۷۷/۱/۲۶

آہ کب تک مری تاثیر سے خالی ہوگی
 موت آئے گی جو شرب میں مٹالی ہوگی
 خاکِ طیبہ کی یہ تاثیر سیرِ نرانی ہوگی
 بتر میں میری جگہ پھولوں کی ڈالی ہوگی
 صاحبِ بھیاں لے جائیں گے اعدائے رسولؐ
 صورتِ ان سو فخرِ سامانوں کی کالی ہوگی
 آپسِ جیب تک لے صورت نہ دکھائیں گے حضورؐ
 میرے آئینے کی تصویرِ خیبانی ہوگی
 آپس کی چشمِ کرم کے میں متفق جاؤں
 نونِ اردوئی ہوئی آنکھوں میں تو لانی ہوگی
 حسنِ مدینے کی طرف صاحبِ بیکلِ توہل
 بھونی پھر جائے گی صورتِ بوسوانی ہوگی

کہنے کو تو دنیا میں اتان کے جلوے ہیں
 ہر اہل نظر کو سب رجمان کے جلوے ہیں
 فرمانِ قدادندی سرکار کی مدحت میں
 قرآن کی صورت میں کس شان کے جلوے ہیں
 حق نعتِ نبیؐ کا کچھ شائد ہوا ادا ہم سے
 اے نعتِ نبیؐ کچھ میں حسان کے جلوے ہیں
 ہے جن کو شرف جتنا اتنا ہی وہ پہنچیں گے
 اب پیش نظر اپنے فاران کے جلوے ہیں
 عقدہ یہ کھلا ہم پر من نوری جو فرمایا
 مجھ خاک کے درتے میں کس شان کے جلوے ہیں
 تصویریں یہ قلمی ہیں سرکارِ مدینہ کی
 یا جوشِ عقیدت میں ایمان کے جلوے ہیں
 دھڑکن یہ مرے دل کی یہ صریٰ نظرِ صاحب
 صدقہ یہ اپنی کا ہے احسان کے جلوے ہیں

۱۴/۴/۶۷۹

مہ نئے اہل کئے ہیں اذل کی جان کی ہے
فدا کی ہیں فدا کی بادشاہی مصطفیٰ کی ہے

فدا کے پاس وہ تو قیر شاہِ انبیا کی ہے
اپنی سے ابتدا کی بھی اپنی پر انتہا کی ہے

نمازِ عشق اُن کے آستانے پر ادا کی ہے
دل بیتاب تو کیا جانے کہ کیا صورتِ دعا کی ہے

نہ پھیریں گے کبھی وہ ہاتھ خالی ہے یقین یوں بھی
جو اہل جو دیں عادت انہیں بدل و عطا کی ہے

رموزِ دین و دنیا آپ جانیں یا خدا جانے
نئی کا جو بھی منشا ہے وہی مرنی خدا کی ہے

قبیہ بیت خود آگے پردہ کے است جمال کو آئی
خدا مصطفیٰ کے نام سے جب بھی دعا کی ہے

نہیں چھٹی نظر میں اپنے کوئی شے ہو دنیا کی
محبت جاگزیں دل میں میدہر مصطفیٰ کی ہے

رہے محروم رہ جانے سے دربارِ نبیؐ میں ہم
قضا کا کام تھا امنوس اس نے یہ خطا کی ہے

یہ وہ گہوارہ غیبانی ہے جو سونے نہیں دیتی
ہمارے دل کی ہر دھڑکن جسے اندازِ پیا کی ہے

مراد ستارگاہِ الٰہی دین ہے الٰہ کی سخاوت کی
مسلسلِ البقاؤں میں خوشی حاجت روا کی ہے

سُنائی نعت جب میں نے یہ دربارِ رسالت میں
سرِ عرشِ بریں اکہ صہبِ صاحبِ مرصا کی ہے

لئے گا ہر زمانے میں فزادہ قوتِ اعظم کا
 رہے گا رہتی دنیا تک فسادِ قوتِ اعظم کا
 قدم سرکار کے جب ادیا دئے دھڑے سر پر
 ہے سب کے چہ ختم و ابرو پر گھرنے قوتِ اعظم کا
 حکیم رب دو عالم آپ کے زیرِ پاییں آئے
 بقدرِ قہر رہا ہے مانکا نہ قوتِ اعظم کا
 مرید یا لا خوف کا سدا حشر قائم ہے
 ملا ہے سبے ٹھکانوں کو شکا نہ قوتِ اعظم کا
 بکھے بیعت ہے اپنے تیغ سے گھرانے کیں
 مرے سے میں بھی آیا فزادہ قوتِ اعظم کا
 نواسخ چمنِ نادانی الدین ہوں میں بھی !
 زبانِ پر میری جلالی ہے ترانہ غوثِ اعظم کا
 ترے سر میں ہے صاحبِ بعدِ جِ بعدِ اد کا سودا
 فدا دیکھ لاسے کچھ کو آستانہ غوثِ اعظم کا

قصیدہ بمدح مرشدی سیدنا محمد ابو القدر صاحب قبلہ عوی

چراغِ خانہٴ غوث الہور انہیں تو ہو
 مرا سہارا مرا آسرا انہیں تو ہو
 بنیائے دیرِ نثارِ علیؑ کے کتبِ مجو
 مرادِ سید مرا سلسلہ انہیں تو ہو
 تمہیں سے دینِ پاک یہ ہم کلمہٴ نوحہ
 جہاں میں نائبِ خیر انہیں تو ہو
 بلند ہم سے پہر گیتی میں مایہٴ اسلام
 کہ دستِ بازو دے خاکِ کشتا انہیں تو ہو
 تمہیں ہو فنی و فوری نگاہِ مصطفوی
 ضلے لایزال مرتضیٰ انہیں تو ہو

کہ جس سے قوم کی تقدیر ہی بدل جائے
 کشورِ بندِ دل مبتلا تمہیں تو ہو
 بجا لو قعرِ دست سے ناواؤ امت کی
 کہ مددِ عالمے دلِ نا خدا تمہیں تو ہو
 رکھو گے تابِ بکا غزوہ غلاموں کو
 ہمارے دردِ فکر کی دعا تمہیں تو ہو
 تمہارے در کا گہا جائے تو کہ ہر جائے
 کہ جبکہ اس کا سہارا شہا تمہیں تو ہو
 جو ماہِ بخشد و قدرت کے ہر قرآن سے
 کلیدِ گنجِ کبریا تمہیں تو ہو
 ہزارِ جان سے صاحبِ نثارِ نظرِ خدا
 کہ اس کا مادی و مہیا تمہیں تو ہو

اللہ سے ملا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 نقد یر بنا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 ہر ملک میں محمودین نبیؐ اب قہل قہل کرتی ہے
 بکھنے سے نبیؐ سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 محبوبؐ وہ آگے پیارے حنینؒ کی آنکھوں کے تار
 ہر کام آنا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 غفلت کی نیند میں ہے امت طوفانِ اندکرا کا
 سوتوں کو جگا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 اس ارغوان کے پیچھے پیچھے پر اسلام کا پرچم لہراؤ
 یہ کمر کے دکھا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے
 اسلام کو ٹھوکر رہو گراے شاہِ جلاں لگتی ہے
 گمراہ کو پیا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مددے

ابو دین محمدؐ کی کشتی گرداب میں پلکڑ کھاتی ہے
 ساحل سے لگا سکے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ
 یا پیر مکیؒ یا شیخ مرے قادر ہو تم مجبور یوں ہیں
 ادا کو آسکے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ
 تم قادر مطلق کے بندے اور میں ہکتا ہر بندہ
 کو بن دلا سکے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ
 جھڑت ہی رہی آنکھوں میں مری دیدار کی دولت تیری
 اعلان مٹا سکے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ
 صاحب ہے تمہارے در کا گہکب تک پہنچا مارا
 پاس اپنے بلا سکے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ

خیر بھی ہے بچھے لے دل کہاں صدیق اکبرؑ ہیں
جہاں میں سرورِ عالم وہاں صدیق اکبرؑ ہیں

شجاعت بھی سخاوت ہی کا اک اور ما کھ گویا
زمانے میں صداقت کا نشان صدیق اکبرؑ ہیں

فہمِ اراغی ہے ان سے جن سے راضی ہیں رسولؐ اُ
فلانت کے امیر کا رواں صدیق اکبرؑ نہیں

صنوبرِ کبریا کی مٹی بنی مئے افتادِ جن کی
تو پھر گویا امامِ دو جہاں صدیق اکبرؑ ہیں

بنی کو ناز تھا ایسے صحابی آپؐ تھے صاحب
صداقت کے زمین و آسماں صدیق اکبرؑ ہیں

بننا ہے نالہ معجز اثر عقیدت سے
سناؤں نعت سننے کوئی مگر عقیدت سے

ہوا ہے دامنِ مژگاں جو تڑ عقیدت سے
لٹانے آیا ہوں اشکِ گہر عقیدت سے

نفسِ نفس میں مری بس گئی ہے شک کی بو
جلا ہے عشقِ جی میں جسگر عقیدت سے

نثار اُن پہ نقدی ہیں دلِ جسگر کی کیا
اتاری ہیں نے جو اُن کی نظر عقیدت سے

ہزار لعل و گہر سے بھرا مرا دامن
کئے ہیں نذر جو اشکِ گہر عقیدت سے

بخیل کے در پہ یہ سہر روز ہم نے دیکھا ہے
نثار ہوتے ہیں شام و سحر عقیدت سے

عطا کر دیے دو گز زمین رسول اللہ
بناؤں تاکہ دیئے میں گھر عقیدت سے

نئی کے روضہ اطہر کی جالیوں پہ ملک
جہیں کو گھٹتے ہیں رکھتے ہیں سرعیت سے

ہوئی ہے عالم رویا میں رونق افروزی
چمک اُٹھے ہیں مرے بام و درعیت سے

خدا کرے کہ مری جاں یوں ہی نکل جائے
جی کے پاک قدم پہ ہو سرعیت سے

بھئے نصیب ہو صاحب وہ دلی دم آخر
کروں میں جالبِ لبیب سرفعیت سے

ہجر بنی میں درد کی لذت ملی ہے
 زخموں میں پھول جیسی جرات ملی ہے
 اک بار اُن کے در پہ میں حاضر ہوا تو ہوں
 اک بار زندگی حری لذت ملی ہے
 اک بار کیا ہوا قید بالا کا سا
 اک اک قدم پہ ایک قیامت ملی ہے
 عطر و عیر و عود و گل و بوئے مشک میں
 اس پاک پیر ہن کی شباہت ملی ہے
 آتش بیاں کو دولت بدور نہیں ہے
 جو کچھ ملی اپنی کی بدولت ملی ہے
 بشتاب جب بھی دں ہو اورد فراق میں
 "ذکر رسول پاک سے راحت ملی ہے"
 ذوق سفر نہیں سفر آخرت سے کم
 دنیائے خواب سن یہ بشارت ملی ہے
 کوئی دردوں سے میری جیں آفتاب ہے
 صاحب میں کیا بتاؤں تو قیمت ملی ہے

تھوڑے لمحے صبح و شام آپ کا ہے
اُسر لائے دل مقام آپ کا ہے

بہشت بریں بٹ گئی عاصیوں میں
یہ فیضانِ یہ فیض عم آپ کا ہے

مجھے اتنے درپے سرا فراز کرنا
خدا کی خدائی میں نام آپ کا ہے

سر آنکھوں پہ رکھ کر پیائے پونگا
کہ جیسے اُلفت کا جام آپ کا ہے

رواں دونوں آنکھوں سے دریا ہے ہم
یہ عشق آپ کا فیض عام آپ کا ہے

سو یہ اسے دل بن گیا ہر ہر
اُجالا یہ ماہِ مستام آپ کا ہے

دم نزع سرکارِ صورتِ دکھ نا
مجھے تھلاؤ صبحِ دشتِ ام آپ کا ہے

مجھے نکر کیوں مغفرت کی ہوائی
اُسے آپ چاہیں یہ کام آپ کا ہے

نگاہِ کرم صاحبِ عزمِ جاں پر
فدا آپ پر یہ غلامِ آپ کا ہے

دُور تک راہ میں طیبہ کی بکھ جاتا ہوں
 جو بھی جاتا ہے سلام اُس سے کہلاتا ہوں
 منغل مجھ کو کسرِ حشر نہ ہونے دیکے
 اپنے افعال سے ہیں آپ ہی شرماتا ہوں
 نور سے اپنے مری آنکھوں کو روشن رکھے
 حسرت دید میں جلتا ہوں جلا جاتا ہوں
 دل کی دُنیا ہی مری سرد ہوئی پاتی ہے
 تیری اُمید کرم سے اُسے گرماتا ہوں
 کانپ اُٹھتا ہوں کبھی 'دردِ عیدانی' سے حضور
 موت کے خوف سے بے موت مرا جاتا ہوں
 میری وارفتگی شوق کا عالم یہ ہے
 آنکھ جھکی تو مدینے کو اُٹھ جاتا ہوں

کب زمیں مجھ کو ہوتی ہے مدفن کیلئے
 کس قدر شوق شہادت میں پکچھا جاتا ہوں
 کب لمبے دامن طیر کی ہوا دیتے ہیں
 کب میں آغوشِ مدینہ میں سکوں رہتا ہوں
 اس توقع یہ کہ در آپ کا کھل جاتے
 سر کو اپنے دردِ دیوار سے ٹکراتا ہوں
 آج آٹا ہے بھار دا بجھ لے آٹا ہے
 دل کو دے دے کے دہ سے یونہی بہلاتا ہوں
 دہ سے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 قافلے والوں کے سروں سے لٹ جاتا ہوں
 سوزِ فرقت سے بھری نصیبِ ناکر صاحب
 خود تڑپ جاتا ہوں ابھر ایک کو تڑپاتا ہوں

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء

وہ کوشش سے ملتا ہے نہ مال و زر سے ملتا ہے
 بنی کا آستانہ خوبی و اخلاص سے ملتا ہے
 ملک در کی وفاداری مسلم ہے ہمیشہ سے
 میں جس در کا بھکاری ہوں اُنھے اُس در سے ملتا ہے
 ۔ خونِ یگر ہی اشک بن کر آنکھ سے ٹپکا
 عجب کیا رشتہ یافت اگر گوہر سے ملتا ہے
 مراد زاق ہے مولا بنی میرے ' مرے داتا
 کبھی اس در سے ملتا ہوں کبھی اُس در سے ملتا ہے
 بھٹک مٹی ہے کچھ اٹھ میں بھی کچھ کو فیض بخشی کی
 مرے اٹک رواں کا سدا گوہر سے ملتا ہے
 وسید آپ ہیں سرکار میرا دین و دُنی میں
 مگس کو آب و داد اس کے بال و پر سے ملتا ہے
 اُنھے حاجت نہیں ہے مانگے کی غیر سے صاحب
 خدا کے افضل سے سب کچھ بنی کے گھر سے ملتا ہے

اسلام کا پیغام کھلے عام بنی کا
 ہر ایک یہ واپس دیکھو بار سخی کا
 ہو گا وہ کوئی اور ہی دنیائے دنی کا
 دیوانہ ہوں میں دولت دیدار بنی کا
 اُمید کرم کی ہے بھلے ہوئے فحش کو
 ہو جاتا زیاں جی کا مرتے در نہ کبھی کا
 جل کر ہی مری خاک سے اکسرینے گی
 یہ روانہ ہے دل میرا چراغ بنوی کا
 اک بات میں گلزار بنادے سرے دل کو
 ہر پھول مہکتا ہے گلستان بنی کا
 سستی ہے مدینے کی گلی جان کے بدلے
 میٹھا وہی سودا ہے جو ہوتا ہے خوشی کا

اللہ ہی اللہ ہے بس باقی ہوس ہے
 ہوتا ہے یہاں درد بھلا کون کسی کا
 کیا دم کا بھر دے ہے یہ آئے کہ نہ آئے
 یہ زلیلت اُجالا ہے چراغِ سحر ہی کا
 نیووں کی نگاہیں بھی اسی در سے لگی ہیں
 اسے درد ہی در تو سے درماں طلبی کا
 جو نام ہو اباحتِ تخلیق دو عالم
 وہ اسمِ گرامی ہے رسولِ عربی کا
 اک عمر سے سگرات کے عالم میں ہے جلتا
 جاری کر دوزمانِ خدا را طلبی کا

مدینے میں مرے سرکار بلوایں تو کیا کہنا
 مجھے قدموں میں ایسے یاد فرمائیں تو کیا کہنا
 تڑپتا دیکھ کے تکلیف فرمائیں تو کیا کہنا
 ہم ان کے ہیں ہمارے وہ بھی ہو جائیں تو کیا کہنا
 کرم کرتے ہیں گویا دم بہ دم جو یاد آتے ہیں
 مجھے یکبارگی وہ یاد فرمائیں تو کیا کہنا
 مدینے کو پہنچ کر میں ایہ کی نیند سو جاؤں !
 مرے سونے مقدر کام آجائیں تو کیا کہنا
 دم آخر خدایا دہو عطا دیدار کی دولت
 رسول اللہ خود لشریف لے آئیں تو کیا کہنا

قبول خاطر شاہ اُمم ہے نعت اے صاحب
 ملائک عرو و غماں مل کے سب گائیں تو کیا کہنا

حُسنِ مطلق کی ہر اک تجھ میں ادا آئی ہے
 اک میں کیا ہوں، دو عالم ترا شدا آئی ہے
 پھر صبا بارغِ مدِ سنہ کی ہوا آتی ہے
 آتشِ قلب و ہجر، آتشِ صحرائی ہے
 پھر غمِ بحرِ حسد کی گھا پھائی ہے
 پھر وہی میں ہوں شبِ تار ہے تنہائی ہے
 زوِجِ تابانِ حسد کے چراغِ روشن
 پھر یہ فائدِ دل و قفِ خود آرائی ہے
 پھر یہ لب ہوں مگر حال ہے تم پر روشن
 دل کا ہر زخم بصد صورتِ گویائی ہے
 ہو کرمِ خاص تو ہو خاک بھی طیب کی نصیب
 اے اہلِ در نہ ترے نام کی رسوائی ہے
 یا نبی کوئی کمی اس میں نہ ہونے پائے
 آپ کے نور سے روشن مری بینائی ہے

خاک پر دانے کی ٹھنڈی ہوئی سہل جانے سے
 میری تقدیر نے قسمت ہی جسدایا نی ہے
 یا ملے مدلی عمر یا ملے اذن ہجرت
 ورنہ سرکار یہاں جان پہ جنا آئی ہے
 حمد اور مدح کے اعداد پر آبرو کے ہیں
 حمد اور نعت کی یکساں ہی پذیرائی ہے
 نعت گوئی کے میں منصب پہ ہوا ہوں مامور
 نعت گوئی شرف و نازش آہانی ہے
 نعت کمثار ہوں جنش ہے قلم کو جیتا
 حمد کرتا رہوں جب تک ہر گویائی ہے
 کیا ادا مدح کا حق تم نے کیا ہے صاحب
 غور کرتا ہوں تو بس قافیہ پیمانی ہے

رسولِ خدا محترم یا محمد
شہِ دو جہاں ذی حشم یا محمد

نہیں مجھ کو کوئی الم یا محمد
ملا آپ کا سوزِ غم یا محمد

شفیعِ مکرم بنی معطر
مقدم ہو تم غمِ غم یا محمد

خدا نے قسم نام کی ترے کھائی
تجھے ترے رب کی قسم یا محمد

ہو معراج سر کی مے اگر عطا ہوں
گئے عرش پہ جو قدم یا محمد

اسے نعت دو جہاں جانتا ہوں
ملے خاکِ پاکم سے کم یا محسّہ

میں اقدموں یہ سر رکھ کے جان اپنی دیدوں
بنے بھر ذیرِ حرم یا محسّہ

نظر پہلے آجائے روئے منور
نکل جائے پھر میرا دم یا محسّہ

پناہ دو عالم کی تجھ کو اماں ہو
کرم ہو، کرم ہو کرم یا محسّہ

دلِ صاحبِ بنوئے بختی کو
پکارا کیا دم بدم یا محسّہ

۶۸۱/۲/۱۵

ہر سانس وقف یا دیشہ انبیاء ہے آج
 ہر روز سے سوا گرم کبیرا ہے آج
 شاید ادھر کا کوئی آتش روتے اُسے
 سینہ مثال شق قمر کھل رہا ہے آج
 ڈر ہے کہ موت آہی نہ جائے چمن سے دور
 درد فراق اور بھی حد سے سوا ہے آج
 رحمت کا ہے نہ دل کو سرکار کا ظہور
 دامن میں رکھ بیٹے جو پھلا دیا ہے آج
 سر راہ بھی گزرا ہے طوٹی بھی گزریا
 کس کا قدم یہ عرش کی جانب بڑھا ہے آج
 لے مانگ لے خدا سے تو صاحب جو چاہے
 ہر امتی یہ وقت قبولِ دُعاست ہے آج

۱۷ فروری ۱۹۸۱ء

سوختہ جان و تشنہ کام آیا
 حوض کوثر سے بھر کے جام آیا
 ہر جگہ نام لے لیا اُن کا
 یہ وسیلہ ہی میرے کام آیا
 جب بھی پیجا ہے صدقِ دل سے درود
 مجھ پر سرکار کا سلام آیا
 ہو گئیں مشکلیں مری آس
 جب بھی لب پہ تمہارا نام آیا
 اے اہلِ مذہب چھائے گی کب تک
 شہرِ سرکارِ دُئی مقام آیا
 اپنے قدموں میں اب جگہ دیکھے
 سیدی آپ کا غلام آیا
 اشک آنکھوں میں آگے صاحب
 جب رسولِ خدہ کا نام آیا

مرے سرکار آئے اس جہاں میں روشنی آئی
 تنِ مردہ میں گویا زندگی ہی زندگی آئی
 بہار آئی چمن میں، ہر کلی کو چومتی آئی
 مسرت کے نشہ میں لڑکھڑاتی تھومتی آئی
 سروں میں سرخوشی آئی، دلوں میں تازگی آئی
 قدم سرکاس کے لئے کر حیاتِ سرمدی آئی
 اندھیرے ظلم و استبداد کے سب ہو گئے نہشت
 محمد مصطفیٰ کے ساتھ ایسی روشنی آئی
 یہاں پھلے تھے عصیاں، ریت جیسے ریگزار نہیں
 گنہ گاروں کو رحمت چہ چہ ڈھونڈتی آئی
 ہوئی کافور جس سے کانفری، فرعون سامانی
 جہینوں میں سمٹ کر ایسی ساری بندگی آئی
 نہیں ملتی تھی جن کو پیٹ بھرتاں جو ہیں برسوں
 اپنی پر ناز فرماتی ہوتی یہ مغربی آئی
 گئے نعلین جیسے عرش پر سرکار کے صاحب
 مرے کام اس طرح نعلین سے وابستگی آئی
 نئی کا نام نانی جب بھی لب پر آ گیا صاحب
 چمک آنکھوں میں آئی اور دل میں تازگی آئی

ملوں بکھ سے توشادی مرگ کی صورت میں ڈھل جائے
 تڑپ کر گریہوں قدموں میں پترے دم نکل جائے
 مری مترل جڈا ہے قافلے والوں سے کیا مطلب
 فہمے تو آج ہی جانا ہے ' جو چاہے وہ کل جائے
 ذرا میری طرف اے رحمتِ عالم نظر کرنا
 جہنم بھی ہو کر قسمت میں ' جنت سے بدل جائے
 عمل اب جہنم کا خطر ' روزِ جزا کا ڈر
 ادھر دیکھو تو یہ پھٹتا ہوا کائنات نکل جائے
 خدا نے دی ہے وہ قدرتِ شہنشاہِ دو عالم کو
 بلا کا ذکر ہی کیا ' سر سے آتی موت ٹل جائے
 لیے فرعون کی آغوش میں جب حضرت موسیٰ
 تو اُمتِ آپ کی سرکارِ یونہی کیوں نہ مل جائے
 عمر بھر کوئی اس عالمِ ہستی میں پسند نہ ہو
 جو ہم جا ہوتا تو اس دنیا کا نقشہ ہی یہی تھا
 ہوا شقِ القدر سرکار کے ادنیٰ اشارے سے
 جو اکھ جائے نظر تو آفتابِ حشر ڈھل جائے
 تجلی سے تری اے شمعِ بزمِ انبساط صاحب
 تڑپ کر مثل پروانہ گرے اور گرتے مل جائے

بیاں کیا ہو حقیقت میں حسبِ حال اُن کا
 پسند خاطرِ خالق ہے جب جہنم اُن کا
 دو ٹوٹے چانہ ہوا جن کے اک اشارے پر
 یہ معجزہ بھی ہے چھوٹا سا اک کمال اُن کا
 خدا نے خلق کی تعریف جن کے درمائی
 وہ شاہکار ہے کردارِ بیشال اُن کا
 خیال تک جنہیں چھونے سے رہ گیا قاصر
 بیاں کیسے ہو تم سے کوئی کمال اُن کا
 ملے تو کیسے جسمِ پاک کا عثمانی
 ہے قد کا سا یہ تک جب کہ بیشال اُن کا
 چراغِ ہر قیامت ہے، جن کے سامنے گل
 وہ آفتابِ رسالت ہے لازوال اُن کا
 وہ پیشِ رب رہے امت کے واسطے گرہا
 رہا نہ نگر سے خالی کبھی خیال اُن کا
 دلِ لہب کی شفاعت کے واسطے برصاحب
 نہ رد ہوا ہے کبھی بھی کوئی سوال اُن کا

۱۳-۲-۱۹۷۶

عالم تمام بر تو نور محسوسه است
 صلّ علی که جشن ظهور محسوسه است
 بهر کلمه وادی سنا مقام قرب
 عرش عظیم وادی و طور محسوسه است
 وابسته ام ز دامن دولت مرا چه غم
 رب کریم بیت غفور محسوسه است
 اے منکر عدت تو قرآن ز کس شنید
 عرفان ذات حق ز شعور محسوسه است
 و اعظم مرا چه پاک ز تائیدی رحمت
 روشن و لم ز بقعه نور محمد است
 اے رحمت تمام توئی شافع اعم
 فریاد انبیاء بحضور محسوسه است
 تا حشر نشه از سر صاحب کج رود
 سرگشته ز جام ظهور محمد است

عزیزاً بحضور مرشدی و مولائی حضرت سید محمد ابوالوفاء
صاحب قبلہ المہویؒ

۱۲/۱۲/۱۳۹۶

ماتا ہوں کہ مرطالع بیدار نہیں
کیا کوئی چیز مگر آپ کا دربار نہیں
سر بلند کی نہیں ہر سر کا مقدّر لیکن
کون سا سر ہے کہ جو آج سردار نہیں
ہے انصاف کہاں جس کی دوہائی دے
اُن کا اقرار بھی جب مانع انکار نہیں
حق پسندی کے اگر آپ نہیں ہیں قاتل
بیگناہی کے چلو ہم بھی طرفدار نہیں
کس سے ناقدری عالم کی شکایت تھی
کہ یہاں جس وفا کا بھی خریدار نہیں

تیرے دیدے کو مڑے گیسوئے بیاں کو اگر
 دُزدو کا لابی جو کھڑا میں خطا دار نہیں
 کوئے جرم کو مقویا نہ گیا میرے سر
 کو لسا جرم ہے جس کا میں سزا دار نہیں
 آپ خود ڈوب کے اس درد کی نہ کو یا نہیں
 ورنہ اب دل میں تو کچھ بھی دم گھٹا رہ نہیں
 ہو جو منظور تو ہے درد کا درماں ممکن
 حالت زار مگر قابلِ اظہار نہیں
 آخری وقت ہے اک بار تو عافی بھرے
 ہم نے مانا کُسنی آپ سے سوار نہیں
 قلب روشن سے ذرا دیکھ تو لے پہلے
 صاف پھر کہے مگر صاحبِ کردار نہیں

میں تشنہ لب ہوں رواں فیض عام ہے تیرا
 چھکادے، ساقی کوثر جو نام ہے تیرا
 ہے ارض پاک مدینہ میں گو ترا مسکن
 فرازِ ہر ششِ معلیٰ مقام ہے تیرا
 ہے ذاتِ پاک تری ذاتِ قدس میں یوں ضم
 کلامِ پاکِ خدا کا کلام ہے تیرا
 امامِ توحید رسولوں کا اور نبیوں کا
 شیعِ روزِ جزا جب تو نام ہے تیرا
 ترا ہی سودا ہے سر میں مرے سہا یہ ہوا
 بس ایک خیالِ بے صبح و شام ہے تیرا
 خیالِ تیرا ہی آتا ہے مجھ کو سانس کے ساتھ
 زباں پہ ذکر ہے اور لب پہ نام ہے تیرا
 سیدکار ہوں میں تو شیعِ محشر ہے
 پیکارِ جہنم سے کام ہے تیرا
 کمالِ بے ادبی ہے جو بار بار کہوں
 بلالے قدموں میں صاحبِ غلام ہے تیرا
 وہ ایک بندہ ہے دامِ صاحبِ مفتوں
 ہزار جاں سے آقا غلام ہے تیرا

ادب کے ساتھ ہے یہ النجا سلطانِ محشر سے
اُٹھوں گا تو اٹھوں گا روزِ محشر آپ کے در سے

لگی دل کی بھادیں گے مجھے طیبہ میں پہنچا کر
لگا رکھی ہے یہ اُمید میں نے دیدہ تر سے

میں تشنہ کام ہوں سرکارِ میرے ساقی نکوثر
بجے سیراب فرماتا بلا کر حوضِ کوثر سے

جگر کا خون، اشکِ چشم سے آیا ہوں نذرانہ
مرے آقا مرے دامن کو بھر دے لعل و گہر سے

نظر قدموں پہ جھک کر بھر دے انجلی ہونے صاحب
نہ نکلی ہائے میری کوئی حسرت قلبِ مضطرب سے

دل میں حضورؐ کے ہے طلبگار کی جگہ
 دامنِ پاک میں ہے گنہگار کی جگہ
 اے رحمتِ تمام ہو رحمت کی ایک نظر
 ویرانیوں نے لی گل و گلزار کی جگہ
 تسخیرِ عزم دشمن جانی کے واسطے
 خلقِ بنیٰ نے پائی ہے تلوار کی جگہ
 اُمت کے واسطے اُتر آئے تھے فرشِ پر
 عرشِ بریں ہے امدِ محنتار کی جگہ
 عشقِ محمدؐ کی کا یہ فیضانِ عام ہے
 فلیدِ بریں نے لی رسن و دار کی جگہ
 در پر بنیٰ کے موت ہو آئے قویٰ اُمتوں
 قدموں میں ان کے ہو دلِ بیمار کی جگہ
 اپنی مثال آپ ہے سرکار کا ظہور
 کفار کو بھی کب ملی انکار کی جگہ
 رحمتِ تمام اُن پہ ، نبوتِ تمام ہے
 کوئی بنیٰ نہ آئے گا سرکار کی جگہ
 صدقہ مرے بنیٰ کا ہے ، صاحبِ یہ دردِ عشق
 موسیٰؑ کو عیسیٰؑ نور ملا ناز کی جگہ

بخی کی محبت جو سینے میں ہے
تو نام اُن کا دل کے نیگنہ میں ہے

ہوئی تلخ یوں بھریں زندگی
نہ اب لطف کھانے نہ پینے میں ہے

ہے دو نیم یہ نیم جاں یا بخی
دکن میں بدن جاں مدینے میں ہے

ترپتا ہوں یوں رات دن مہنہ میں
کہ سرکار کا گھر دینے میں ہے

اگر آپ کا سنگِ در ہو نصیب
مزہ زندہ کافی کا بیٹے میں ہے

خدا را بکلا لود میستہ اُسے
کہ صاحب یہ غم کے سفینے میں ہے

اشکِ محنتِ نہیں زہنہارِ مدینے والے
دلِ گزشتہ ہوں میں سرکارِ مدینے والے

دیکھنے کو ترے انوارِ سدا روتی ہیں
اشکِ خوں چشمِ گنہ گارِ مدینے والے

سُنتا آیا ہوں کہ منہ مانگی عطا ہوتی ہے
میں ہوں بس تیرا طلبگارِ مدینے والے

آپ ہیں شاہِ اُممِ شافعِ ربِّ دوزخِ شَر
اور میں ایک گنہ گارِ مدینے والے

آپ نے مجھے زماں، مرہمِ زخمِ بے داناں
ہے غلامِ آپ کا بیمارِ مدینے والے

آپ کے در پہ پہنچ جاؤں اک بار تو بس
موت منظور ہے سو بار مدینے والے

عدل و انصاف کے اُبھ جانے سے دل پیٹھ گیا
زندگی بن گئی آزار مدینے والے

(۵۸۲)

ایسی دوری سے یہ مجھ سے یہ معذوری سے
ایسے جینے سے ہوں بیزار مدینے والے

دُور کب تک یہ غلام آپ کا قدموں سے ہے
اس کو بلوایے سرکار مدینے والے

وہ بھی دن ہو کہ رہوں آپ کے در پر حاضر
سب نسا کو مرا گھر بار مدینے والے

پھر کرم صاحبِ محروں پہ ہو پیہم آقا
بخش دو دولت دیدار مدینے والے

حمد۔ نعت منقبت ۱۰۱ صاحب حمید آبادی

ازل کے نور کا میں ہوں فدائی یا رسول اللہ
ذرا کر کے تو دیکھو رومانی یا رسول اللہ
اجل نے کی ہے مجھ سے یہ وفائی یا رسول اللہ
تمہارے در پہ بھی ملتے نہ آئی یا رسول اللہ
بڑھا حد سے سوا دردِ حیدائی یا رسول اللہ
مدینے کی مجھے پھر یاد آئی یا رسول اللہ
اگر مجھ کو عطا ہو یا سبائی آپ کے در کی
میں سمجھوں گا علی ساری فدائی یا رسول اللہ
پریشاں حال اُمت آپ کی ہے ساری دنیا میں
دہائی رحمتِ عالم، دہائی یا رسول اللہ
دمِ آخر خدا ساری کلفتِ دور کر دیجئے
مجھے کب زندگانی راس آئی یا رسول اللہ
تمہارے ایک جلوے پر فدا سو جان کر دوں گا
مجھا دو آگ جو تم نے لگائی یا رسول اللہ
فدا ستار ہے اور آپ جب ہیں شافعِ عالم
نہ ہوئے پائی میری جگہ ہنسائی یا رسول اللہ
گدائی بخش دو صاحب کو اپنے آستانے کی
ہر مارچ اللہ ۱۹۶۱ پادشاہی ہے فدائی یا رسول اللہ

منقبت حضرت صدیق اکبر

قرباً سرکار کا یہ دیدہ حیراں عالم
 دیکھ صدیقؑ کے رتبہ کا درختاں عالم
 ہے ابو بکرؓ کے نام کی کچھ ایسی تاثیر
 ذکر سے ان کے ہوا جالت ہے لہراں عالم
 کلمہ حق تھا زباں پر تو عمل سنت پر
 دم قدم سے تھا اپنی کے تو گلستاں عالم
 سوز صدیقؑ کا پس ایک شر رہے نور شیعہ
 اس کرشنے کے سبب سے ہے درختاں عالم
 اپنی ہستی کے سوا کچھ بھی نہ چھوڑا گھر میں
 ہے ابو بکرؓ کے اشارہ پہ حیراں عالم
 حسنِ تنظیم سے روشن رہی دنیا، صاحب
 دور صدیقؑ نہیں تھا بزمِ چراغاں عالم

جب تصور میں مرے گنبدِ خضر آیا
 آنکھ بھر آئی کہ اُمدا ہوا دریا آیا
 سامنے میرے جو شہرِ شہ والا آیا
 دل میں اندیشہ اہر و ذہ فسر دا آیا
 اپنی دُوری کا جب احساس ہوا شدت سے
 لب پہ جان آئی مرے منہ کو کیجیہ آیا
 جب ہوئی آپ کی خاکِ کفِ پائے نسبت
 دونوں عالم میں مرے کام یہ رشتہ آیا
 دینِ اسلام یہ کیوں کفر کے بادل چھائے
 وقتِ سرکار کی امت یہ یہ کیسا آیا
 پر بچھاتے تھے ملک سارے قدم کے نیچے
 شبِ معراج جو شہنشاہِ بطن آیا
 اے اہل کبد سے ترے واسطے سرگرداں ہوں
 واکر آغوش کہ اب شہرِ مدینہ آیا
 آگیا سامنے روئے متجلائے رسول م
 موت کا جب مرے ماتھے پہ پسینہ آیا
 اپنے دامن میں پھپھایا لیجئے، صاحب کو حضور
 آپ کے در پہ غلامِ آپ کا، آفت آیا

ابرہہ بخانہ طیبہ پہ جو گھر کر آیا
 مرے حصے کا مرے ہاتھ میں ساغر آیا
 بے ٹھکانہ ہے مدینے میں ٹھکانہ کر دو
 ایک محتاج کرم دور سے چل کر آیا
 خود کو کس منہ سے میں بے مایہ و نادار کہوں
 گنجِ حبت بنوی مفت مرے گھر آیا
 اپنے سرکار پہ صدقے کئے لعل و گوہر
 وقت پر کام جو آیا دل مضطرب آیا
 دامنِ پاک کا سایہ تھا گنہ گاروں پر
 جیسا سوا نیزے پہ سورج سرخشر آیا
 اب اسے لوٹ کے سرکار نہ جانے دیکھے
 یہ گد ابار دگر آپ کے در پر آیا
 آتشِ عشق محمدؐ نے اُسے بھونک دیا
 سرخشر مرے عصیاں کا جو دفتر آیا
 میری قسمت کے پلٹنے میں ہے کیا دیر حضور
 آپ نے چاہا تو سورج بھی پلٹ کر آیا
 جب بلایا ہے جگر عشقِ بنی تمیں صاحب
 میرا جو سانس بھی آیا وہ معطر آیا

کب قیامت یاد دے سرکار کی دُعاں نہیں
کب زباں پر نام آیا آنکھ بھر آئی نہیں

کام ہے عاجز نوازی آپ ہیں عاجز نواز
مجھ پر پھر کیوں آپ کی چشم میسائی نہیں

عرش پر خورشید خاور زردہ خاکی بفرش
کون کہتا ہے ان دونوں میں یکساںی نہیں

ہو کے عاجز سرنگوں ہے لغت گوئی میں قلم
یہ ہے اظہارِ حقیقت بخاورِ فرسائی نہیں

بہ خودی ایسی کہ کھودے لکھ فرزانوں کے ہوش
ہوں فدائی آپ کا مجنون صحرائی نہیں

ایک کوئی دل بھی ہے جو آپ کا شیدائہ
اسی کوئی آنکھ بھی ہے جو نمتائی نہیں

دونوں عالم میں کہاں سرکار کا ثانی، مگر
ایسی یکتائی پر بھی دعوے یکتائی نہیں

دم بھرا کرتا ہے صاحب آپ ہی کا یا بخی
لے کے خوشبو باغ طیبہ سے صبا آئی نہیں

رب ہا جانے مرتبہ اپنے رسول پاکؐ کا
چشمِ ظاہر ہیں ہماری۔ ہم میں تودہ خاکؐ کا

آپؐ ہیں نورِ مجسم سارا عالم خاکؐ کا
کیا تقابل ہو عہدا ان کا خاکؐ کا

کس طرح بیگنا نکل آیا کمر سے آپؐ کی
کس طرح قائم رہا پتھرِ شبہِ لولاکؐ کا

رمز ہے مثلِ بشرائے دل نہ ہو دھوکا کہیں
عقل کو کیا دقل اس میں کام کیا ادراکؐ کا

عطر و عود و مشک و عنبر ان کے گیسو کے نثار
ان کے کورتے پر جگر ٹکڑے گل صد چاکؐ کا

اک اشارے پر پلٹ آیا تھا جن کے آفتاب
جن کے ایمار پر بٹا پسکر مہ دو چاک کا

ایک ذرے کے ہے دل میں آرزو و خورشید کی
کچھ ٹھکانہ بھی ہے آخر جذبہ بے باک کا

عرش پر بھی ساتھ تھے نعلین جن کے وہ بنی
ان کے آگے گرد ہیں ، کیا مرتبہ افلاک کا

روشنی آنکھوں کی جیب میں اس یوسف نے دی
ہم کو اندازہ ہوا سرکار کی پوٹشک کا

روتے روتے یا بنی ، فرقت میں بنائی گئی
آپ کے ظلمن پہ حق ہے دیدہ نمناک کا

اُن کے صدقے میں ہوا جب دل مرا تندی نور
ورنہ کیا میری حقیقت میں ہوں پیتلا خاک کا

اپنی اُک نظر مجھ پر مری سرکار ہو جائے
بتا ہی کے بھنور سے میرا بیڑا پیار ہو جائے

نگاہ لطف مجھ پر اے شبہ ابرار ہو جائے
زمانہ سا بڑا دشمن مرا بخوار ہو جائے

مجھے حاصل اگر سرگاز کا دیدار ہو جائے
رُخ روشن کا پر وانیہ دلِ پیار ہو جائے

غم دوری نے شاہازست سے بیزار کر ڈالا
ملے مگر خاکِ طیبہ زندگی سے پیار ہو جائے

تمہارے بحر میں جاریاں ہیں آنودیدہ تر سے
کہیں ایسا نہ ہو میری نظر بیکار ہو جائے

حمد۔ نعت۔ منقبت ۱۱۰ صاحب حیدر آبادی

ہوا باغِ تمنا خشک میرا دل ہے افسردہ
نظر ڈالو کہ یہ مہرا گل و گلزار ہو جائے

بغی کے عشق میں آہِ رس کا پوچھنا کیا ہے
کہیں یہ برقِ بن جائے کہیں تلوار ہو جائے

دُعا ہے بدر کے صدقے میں یا رب سرخروئی ہو
ہمارا دشمن دیں پھر زبیں و ثوار ہو جائے

مرے اللہ کچھ سے اس قدر ہے عرضِ حق کی
دمِ آخر اُسے سرکار کا دیدار ہو جائے

پہنچوں گا مدینے کو یس سلسلۂ ایشادینہ
 اللہ جو کر دے سرور سامانِ مدینہ
 کوئین کی ہے جان اگر جنت طیبہ
 سرکارِ مدینہ ہیں دل و جانِ مدینہ
 سو جان سے دل شاہِ مدینہ یہ تصدق
 آنکھیں مری سو جان سے قربانِ مدینہ
 رکھ دل میں جگہ اپنے مری فاکبِ مقہر
 ہے دفن میرے سینے میں ارمانِ مدینہ
 ہو قیصر و کمری کو تمت سے غلامی
 دیکھیں جو کبھی خواب میں ایوانِ مدینہ
 افناک نشیں جلتے ہیں قدر کچھ اس کی
 پہچانیں گے کیا فاکب نشیں شانِ مدینہ
 سرور کھ کے دریاک پہ مر جاؤں گا صاحبِ چہرہ
 اللہ بنا دے مجھے دربانِ مدینہ

منقبت بخور مرشدی و مولائی حضرت سید محمد الواسع
صاحب قبلہ الحموی

دلادو مرا مد عتاسی
تمہی ہو مرا آسراسی
بدل جائے دن میں شب زندگی
اشارہ کرو تم ذراسی
مکانات کچھ تو یہاں بھی ملے
یہ مانا ہے روز جزا سی
ملی ہے کسے عمر حضری یہاں
خدا تم کو رکھے سدا سی
مرا ہاتھ تھا ما سہارا دیا
چہل سال گزرے ہیں یا سی
رہیں آپ راہنی تو میں مطمئن
بلا سے رہے جگ خفا سی

ابھی تک بھنور میں ہے کشتی مری
 ہو جس کے تہی نا خدا سیدی
 ہو مختار تم اور مجبور ہم
 ادھر دیکھو پیر خدا سیدی
 ادا قولی مرداں کی دکھداؤ تم
 کرو پورا اپنا کہا سیدی
 جو آیا مراد اپنی پا کر گیب
 میں اب تک ہوں در پر کھڑائی
 مری صبح پیری کی شام آگئی
 بتادو ٹھکانہ مرا سیدی
 ہو تبدیلی تقدیر صاحب ابھی
 اگر تم کرو گے دعا سیدی

۲۸ مارچ ۱۹۸۱ء

قیامت تک رہے آباد مینخانہ محمد کا
لگائے میں رہوں آنکھوں سے پیانہ محمد کا

بھلا نارِ جہنم کیا جلائے گی مجھے واعظ
پھٹیاے ہوں میں اپنے دل میں کاشانہ محمد کا

پلایا شربتِ دیدار پھر بھی تشنہ لب ہوں میں
چھمکا دے یا الہی دے کے خندانہ محمد کا

نہ جائے میرے سر سے نشہ حبِ نبی یارب
اکٹوں میں حشر میں بھی بن کے مستانہ محمد کا

سرِ محشر اٹھا اک شور جب صاحب وہاں پہنچا
وہ دیکھو سامنے آتا ہے دیوانہ محمد کا

اپنے محبوب سے ملتا ہے خدا آج کی رات
تھا جو طالب دی مطلوب ہوا آج کی رات

پھول بن بن کے ہر اک زخم کھلا آج کی رات
میرا ہر درد بنا میری دوا آج کی رات

جوش پر رحمت حق ہے خدا آج کی رات
جو ہے کافر وہی محسوم رہا آج کی رات

ایک ادنیٰ سی عطا یہ شب معراج کی ہے
رات بھر رہتا ہے ذابا ب دیا آج کی رات

دے مجھے بھی مرے مولا میری منہ مانگی مراد
جوش پر ہے ترا دریائے عطا آج کی رات

ہر مسلمان کو وہ راست کی توفیق ملے
دین اسلام کا پھول تازہ ہو آج کی رات

یوں تو ہر شے سے چھلکتے ہیں خدا کے جلوے
حسن بے پردہ ہوا جلوہ نما آج کی رات

بھیج دے پھر کوئی فاروقِ شرفِ عادلِ یاد
دلِ مظلوم کی ہے آہ و بکا آج کی رات

اشک بھرتے ہی نہیں ہے وہ وفورِ رحمت
مل گیا دل کو محبت کا مہر آج کی رات

اپنے افعال کا صاحبِ مجھے کیوں غم اتنا
جو سیہ کار تھا بخشا وہ گیا آج کی رات

ہے نجاست ابدی رویت سرکار بھی ہے
 روزِ محشر تجھے اللہ کا دیدار بھی ہے
 آنکھ جلوؤں کو سیٹے ہوئے سرشار بھی ہے
 اور حیرانیِ دلِ یشت بہ دیوار بھی ہے
 کوئی منصور میسر نہیں آتا ، ورنہ
 سر بلندی کے لئے اون سیردار بھی ہے
 رُخ پر نورِ محسنہ کے نقدِ قربان
 میرا پر دانہِ تول صورت پر کار بھی ہے
 ایک ہی لفظ کی تفصیل ہے لاکھوں دفتر
 اک ادبی آگ مگر ماریع اظہار بھی ہے
 ہم کو آدم سے مدد مانعِ مشرف و دشمن میں
 اور غلامیِ بنی طسره دستار بھی ہے
 آنکھ اٹھا کر کوئی جنت کی طرف کیا دیکھے
 رشکِ عد غلہ بریں آپ کا دربار بھی ہے
 دیر کیا ہے مرے سرکارِ مسیحیاتی میں
 ایک محتاجِ نظرِ حاضر و دربار بھی ہے
 کیوں نہ لولؤں میں حزنِ لطف و عطا کے صاحب
 میں گنہگار بھی ہوں ، رب مرا غفار بھی ہے

غریب شہر کو راحت ملی مدینے کی
گدائے درگاہ میں دولت ملی مدینے کی

خدا نصیب کرے جنت البقیع ہمیں
خدا ملاجھے جنت ملی مدینے کی

جھکا جو سرورِ اقدس پہ تو جھکا ہی رہا
کچھ ایسی دل کو عبادت ملی مدینے کی

ہے میرے واسطہ گویا قبا لہ جنت
ترے کرم سے جو دعوت ملی مدینے کی

ملیں اُسی کو دو عالم کی نعمتیں صاحب
خدا سے جس کو محبت ملی مدینے کی

دل میں ہے مرے اُلفت گیسوئے محمّد
کہتا ہوں مدینے کی طرف سوئے محمّد

پھرتا ہوں میں آنکھوں میں بسے کوئے محمد
اللہ دکھاوے رُخ نیکوئے محمّد

اک بار نظر آئے تو بس دل میں اتر جائے
قریان اترے خجبر ابروئے محمّد

اک آن میں بقیہِ عمر ہو گئی تبدیل
اے مجننہ نرگس بادوئے محمّد

اللہ و بنی ایک ہیں ، لیکن ہوں میں دوئم
رُخ جانبِ کعبہ ہے تو دل سوئے محمّد

اصحابِ بنی خاص جو تھے چار تھے صاحب
ہر کام میں تھے قوتِ بازوئے محمّد

داکم پڑا ہوا محسوس دیر بارگاہ پر
 تکیہ فقیر کا ہے ہمیشہ سے سناہ پر
 ہر سائنس کا مدد ہے اب اشک و آہ پر
 سرکار اک نظر مرے حوالہ تباہ پر
 ماں باپ مال و دولت و اولاد سب تار
 قربان جان و دیدہ و دل اک نگاہ پر
 اختر ہے میرا زحل تو بن جائے مشتری
 چلتا ہے حکم آپ کا نور شید و ماہ پر
 بد و شب فراق مری روز عید سے
 تم کو ہے اختیار سفید و سیاہ پر
 اک مرکز نگاہ دو عالم حضور ہیں
 "نظریں لگی ہوئی ہیں رات پناہ پر"
 کیا کیا نہ دوست و پانے کئے زندگی میں جرم
 پھر کیسے اعتبار ہو تجھوٹے گواہ پر

عصیاں تمام راحت باری نے چُن لئے
 واعظِ بخشش ملے گی مجھے کس گناہ پر؟
 اُس منزلت کا ہم کو تصور بھی ہے محال
 فائزِ نیک ہیں حشر میں جس عز و جاہ پر
 اشکِ گہر بھی نہیں عرقِ انفعالی بھی
 افشاں چنی گئی مری روئے سیاہ پر
 اے اشکِ بختہ کو قطرے سے دیا خاکے
 پانی سا پھر گیا مرے سرِ دِ گناہ پر
 یا رب عطا ہو قوتِ بازوئے حیدری
 نالہ یہ ہے یعتس نہ بھر و سر ہے آہ پر
 میرا خیال میری تڑپ میرا ہر نفس
 یہ قافلے رواں ہیں مدینے کی راہ پر
 صاحب کو کر دیا جو غلامی سے سرفراز
 جمشید کو بھی رشک ہے اس کجکلاہ پر

۷ اپریل ۱۹۸۱ء

زباں پہ لب پہ مرے ، یا نبیؐ ہے یا رسول اللہؐ
تمہاری یاد ہر دم ہر گھڑی ہے یا رسول اللہؐ

مدد فرمائیے لیلۂ بہر خدۂ اب اپنی اُمت پر
قیامت ہے قیامت آگھڑی ہے یا رسول اللہؐ

مدد فرمائیے آقا مدد اپنے مسلمانوں کی
خدائی کی خدائی آپؐ کی ہے یا رسول اللہؐ

وہ ذرہ بن گیا ہے رشک خورشید و مرد و انجم
تمہاری اک نظر جس پر پڑی ہے یا رسول اللہؐ

کہاں تم آفتاب دو جہاں مولا ، کہاں صاحب
کہاں تقدیر ذرے کی ٹڑی ہے یا رسول اللہؐ

سرکارِ دو جہاں میں ہمیشہ انبیاء ہیں آپ
 محبوبِ کبریا ہیں، رسولِ خدا ہیں آپ
 یوں دیکھنے کے واسطے نورِ خدا ہیں آپ
 اللہ کو خبر ہے حقیقت میں کیا ہیں آپ
 دل کا سرے سرور ہیں، جان کا سکون ہیں
 آنکھوں کا میری نورِ مراد ہیں آپ
 اللہ پاک مرتبہ دینِ رسول ہے
 اے عقل و ہوش مد سے تری ماوراء ہیں آپ
 اُمت کے ہر مرض کی دوا آپ ہیں حضور
 منشاءِ حق ہیں، رحمتِ حق کی عطا ہیں آپ
 ہیں آپ بھی قریبِ رگِ جاں اسی طرح
 اللہ سے حضور، بھلا کب جدا ہیں آپ
 ضم آپ میں ہے شمسِ شہداءِ فدائہِ یلمہِ بڑی
 پروانہ وار شمعِ اذل پر خدا ہیں آپ
 اے نورِ چشمِ آدم و دلہنہ آمنہ
 اللہ کے فیصل کے دل کی دعا ہیں آپ
 سب کچھ ہے ذاتِ آپ کی صاحب کے واسطے
 ہیں بقدرِ گاہ و قبلہ ایزدِ من ہیں آپ

اے شمعِ رُسل روئے ضیا بار دکھانا
 پروانہ ہوں میں جلوہ انوار دکھانا
 محتاج ہے بے بس ہے گہ ادور پڑ ہے
 طیبہ میں بلا کو درِ در بار دکھانا
 بند قفسِ بحر میں ہے بلبِ شہید
 تم اکہل کو چھڑا کر گل و گلزار دکھانا
 دور و کے حری آنکھوں میں آتی ہے سفیدی
 اے ہر عرب مطلعِ رخسار دکھانا
 جس طور سے کلامِ آتی دُعا جنگِ بدر میں
 اباسم کو وہ منتظر مرے سرکار دکھانا
 اسلام کا جو دورِ ابوبکر و عمر تھا
 دُنیا کو پھر اس شان کے دربار دکھانا
 بیاختہ پیار آئے مسیحا نفسی کو
 کچھ ایسی تڑپ اے دلِ بیمار دکھانا
 داغِ غمِ بھراں کو چھائے دلِ ناداں
 یہ گنجِ خفی کیا سرِ بازار دکھانا
 ہوتا ہے دیدار سے صاحب بھی مشرف
 اک بار جو مانگے اُسے سو بار دکھانا

حمد۔ نعت۔ منقبت ۱۲۵ صاحب حیدر آبادی

مرے سرکارِ فرقت میں تمہاری یاد آتی ہے
بوں پر جاں کچھ کچھ کر دمِ فیر یاد آتی ہے

مری افتادگی آدم بھی دیکھیں تو کہیں شاید
پڑی تھی مجھ پہ جو افتاد مجھ کو یاد آتی ہے

مرے سرکارِ قدموں میں جگہ دینے کو بلوائیں
مجھے کوئی ادا ایسی دلِ ناشاد آتی ہے؟

پچھا لو اب نہ ادا سایہ و اماںِ رحمت میں
فلک سے ہر بجلا ہم پر لئے بیداد آتی ہے

مسلمانوں پر جنگِ بدر کا پھر وقت ہے مولا
تصدقی جان و دل کہہ دو ابھی ادا آتی ہے

نہیں فارغ میں دم بھر کو حضورِ شاہِ صاحب
تصور آنکھ میں رہتا ہے، دل میں یاد آتی ہے

۲۹ اپریل ۱۹۸۱ء

روشن دلیل صبح، کرن آفتاب کی
 سیرت سے ہم کو مل گئی صورت کتاب کی
 ملتے نہیں جب ایک ہی صورت کے دو بشر
 پھر کیا مثال ہو مرے عالی جناب کی
 ہر لمحہ اسم پاک جو وردِ ذباں رہے
 آئے نہ کیوں دہن سے مرے بوگلاب کی
 سر رکھ کے بال و پر کو بچھاتے ہیں میریل
 غفلت وہ جانتے ہیں مدینے کے باب کی
 کتنے گلوں کا رنگ ولایت کا آفتاب
 ہے عطر گل میں ایک بھلک بو تراب کی
 دنیا ہے ان کے زیرِ قدم اور نار سرد
 حاصل جنہیں مدد ہے رسالتاب کی
 جاؤ نیکرو تم مرے آقا سے پوچھ لو
 کچھ میں کہا ہے تاب سوال و جواب کی

کس میں ہے تاب تالیشِ نظارہ جمال
 کیا آفتابِ رُخ کو ضرورت نقاب کی
 حُبِ بنی کہ ورثہٴ نازِ فلیل سے
 سینوں میں لذتیں ہیں اسی التہاب کی
 کیا پوچھنا ہے ترے جلال و جمال کا
 ادنیٰ سی ہے مثالِ مد و آفتاب کی
 دشمن کی مغفرت کی دُعا میں حضور رب
 مد بھی ہے کوئی اس کرم بے حساب کی
 غلیں ساتھ عرش پہ سرکار کے گئے
 کیا منزلت حضور کے ہے ہجر کا ب کی
 جلتا رہا ہوں آتشِ فرقت میں شاہ کی
 راہیں تمام بند ہیں تجھ پر عذاب کی
 یا رب نہیں ثبات کسی شے کو بھی مگر
 قائم رہے یہ وضعِ مرے اضطراب کی
 جلتا رہا ہے آتشِ عشقِ بنی میں دل
 آنے لگی نفس سے مرے بوکباب کی
 نعتِ بنی میں میری روانی کو دیکھ کر
 رُک رُک گئی ہے نبض بھی دریا کے آب کی

نصویر بن گیا تمہیں رویا میں دیکھ کر
 دل پر ہے میرے نقش یہ نصویر خواب کی
 کہی کہ تیرے تھے کوئی دلی لادیں گدائے درد
 کیا کچھ نہ نعمتیں ہیں تیرے انتساب کی
 گو ہوں خراب حال تھے اس پہ ناز ہے
 رکھتے ہو تم جرم میرے حالِ خراب کی
 سرکار کی شبیہ مبارک کا ہے نگیں
 دل میں جو ایک بو نہ پھی خونِ ناب کی
 بلو ا کے پاس اپنے ، ٹھکانے لگائے
 صاحب نے رہ کے ہند میں مٹی خراب کی

سر میں ہوا بھری ہے جو طیبہ کے باغ کی
ہوتی ہے عرش پر بھی رسائی دماغ کی

عشقِ بنی کی راہ کا کانا بھی پھول ہے
باقی رہا نہ شرط کوئی باغ و راغ کی

بے آفتاب حشر کا چرچا بہت ، مگر
اتنی تو روشنی ہے مرے دل کے دماغ کی

شامِ ذاق ٹپکے جو عشقِ بنی میں اٹکے
بھیلی ہے روشنی گہرُ شبِ چیراٹکے

وہ مئے بھلک رہا ہے جو جامِ طہور سے
صاحبِ وہی شراب ہے میرے باغ کی

دولتِ دیدارِ حضرتِ موت سے پہلے ملے
 مجھ کو جنت کی بشارت موت سے پہلے ملے
 آتشِ عشقِ بنی سے گزئی ایسا نہ ہے
 یہ راحت یہ حرارت موت سے پہلے ملے
 دولتِ دیدار تو محشر میں سب پر عام ہے
 یا بنیٰ مجھ کو یہ دولت موت سے پہلے ملے
 دوریِ فاکِ درِ اقدس سے ہوں سکرات میں
 زنہ گی کی کوئی صورت موت سے پہلے ملے
 گلشنِ طیبہ کی دعوتِ بدِ بلجائے بنیٰ
 مجھ کو اس جنت کی راحت موت سے پہلے ملے
 قامتِ والا کے صدقے جیسے صاحبِ دم بدم
 یا بنیٰ اس کی بقا عست موت سے پہلے ملے

سلام بخضر حضرت امام حسینؑ

زندگی کی خوب صورتی ہیں حسینؑ
 ہر زمانے کی ضرورت ہیں حسینؑ
 ہر تاباں راہِ صدق و صفا
 اونچے ہر بامِ صداقت ہیں حسینؑ
 ان کو کہئے یا سب ان حریت
 احترامِ آدمیت ہیں حسینؑ
 قامتِ قد آور و باطل شکن
 شریہ اک شورِ قیامت ہیں حسینؑ
 گو شہیدِ خجسترِ بیداد ہیں
 مرہمِ زخم و جراحت ہیں حسینؑ
 سرکشایا سر جھکانے کے عوض
 سر بلندی کی علامت ہیں حسینؑ
 حق نگر، حق گو، ہیں صاحبِ حق و
 منزلِ تسکین و راحت ہیں حسینؑ

کس سر پہ نہیں اے دل احسانِ محمدؐ کا
 ملتا ہے دوعالم میں فرمانِ محمدؐ کا
 خود رہبر ہر منزل، خود دافع ہر مشکل
 ہے کلمہ حق کتنا آسان محمدؐ کا
 طیبہ کا ہر اک ذرہ رشکِ مہ تو نکلا
 ہے پیش نظر جلوہ ہر آن محمدؐ کا
 سا غر مری آنکھوں کے کیا جانے کیوں ٹھکے
 آیا ہے مرے دل میں جب دھیان نہ تھا
 ادراکِ خودی میں ہے ادراکِ خسہ ادنیٰ
 ان دونوں کا حاصل ہے عرفانِ محمدؐ کا
 اس حسین اذلی کا اک توہی نہیں پروانہ
 کس دل میں نہیں اے دل ارمانِ محمدؐ کا

حمد۔ نعت۔ منقبت ۱۳۳ صاحب حیدر آبادی

ہر شمع ہوئی روشن اس شمع رسالت سے
مل جائے ہر اک دل کو ایقان محسنہ کا
چو کھٹ پہ ہو سر میرا جس دم مری جاں نیکے
تا حشر رہوں یا رب دربان محسنہ کا
اک ٹاٹ کا بستر ہے اک گھاس کا چھتر ہے
اللہ غنی یہ ہے ایوان محسنہ کا
مکریم ہوئی واجب یوں اس کی فرشتوں پر
صاحب ہے مدینے میں ہمسایان محسنہ کا
یہ لذت جانکاہی ' یہ اشک گہر صاحب
مدد ہے محسنہ کا ' فینان محسنہ کا

۷ ارجون ۱۹۸۱ء

وابستہ اُن کی یاد رہے نہ گی کے ساتھ
 "یارب گزار دے مری، میرے بخی کے ساتھ"
 کٹنے کو کٹ رہی ہے خوشی ناخوشی کے ساتھ
 نکلے یہ جان جا کے مدِ سینہ خوشی کے ساتھ
 نقشِ قدم پہ آپ کے ہو خستہ زندگی
 اور حشر و نشرِ بلی ہو مرا آپ ہی کے ساتھ
 یہ بات میرے کا سرِ فانی نے کھول دی
 ارمان کتنے بند ہیں دل کی کلی کے ساتھ
 پروانہ ہوں میں آپ وہ روشن چراغ ہیں
 میری حیات و موت ہے بس آپ ہی کے ساتھ
 کیونکہ آپ کے رُخِ روشن پہ جان دوں
 روشن ہے دل کا طور اسی روشنی کے ساتھ

محمد - لغت - منقبت ۱۳۵ صاحب حیدر آبادی

ہے اک نگاہِ رحمت عا لم یحکم کا یہ کرم
پیتے ہیں اشکِ غول تھو ریادلی کے ساتھ
کب تک جد اربوں میں دیارِ حبیب سے
کب تک گزرتا ہے مجھے اجنبی کے ساتھ
پایا کسی نئی تے نہ پایا حضورؐ کا
جو بات آپؐ کی ہے رہی آپؐ ہی کے ساتھ
بے چل نہ دینے مجھ کو مری شامِ زندگی
اتنا تو ہو کہ نذر کروں جانِ خوشی کے ساتھ
دستِ طلب بڑھانے کی صاحبِ فقط ہے میر
تائیدِ ایزدی تو ہے ہر آدمی کے ساتھ

۲۴ جون ۱۹۸۱ء

جگمگاتا ہے مرے سینے میں ارمانِ رسولؐ
 دل میں روشن ہے مرے شمعِ خستہٗ رسولؐ
 خالقِ کوین خود ہے جب ثنا خوانِ رسولؐ
 میں کہاں سے ڈھونڈ لائوں صبحِ شایانِ رسولؐ
 میں ہوں اک لائی غلامِ دوستِ ارمانِ رسولؐ
 ہر عمل میرا ہو یا رب زیرِ فرمانِ رسولؐ
 مل نہیں سکتی سعادتِ ذورِ بازو سے کبھی
 ہے بہ توفیقِ الٰہی عِلم و عرفانِ رسولؐ
 اس قدر محبوب تھے سرکارِ کو روتہ نماز
 ہے یہ کہئے اگر ان کو دل و جانِ رسولؐ
 کیا سداوت مل گئی ہے نعت گوئی کے طفیل
 ہم؟ اس زمرے میں ہیں جس میں ہیں جانِ رسولؐ
 خوف کیا خورشیدِ خشر کی حمازت سے ٹھے
 خشر کے دن بھی رہوں گا زیرِ دامنِ رسولؐ

قیصر د کسری کے سر آگے عمرض کے بھٹک گئے
 بادشاہوں کے شبینہ میں گدیاں رسولؐ
 عشق احمد سے ہوا گلشن دل ویراں میرا
 یا خدا جہکے ابد تک یہ گلستانِ رسولؐ
 آپ کے افلاق کو رب نے کہا خلقِ عظیم
 نصرتِ قرآن میں ہے گویا عطرِ مانِ رسولؐ
 تا قیامت ہے منور نور سے سرکار کے
 دل جو کھرا پر تو ہر درختِ رسولؐ
 آگ اور پتھر کی بارش کافروں پر اب نہیں
 اُن کی بعثت کا صدقہ یہ ہے فیضانِ رسولؐ
 دونوں عالم کے لئے رحمت بنا جس کا ظہور
 لہتی فدائے پاک کی یہ شانِ شایانِ رسولؐ
 بعدِ چودہ سو برس کے آج بھی ہے دیدنی
 آنکھ والو دیکھ لو شانِ غلامانِ رسولؐ
 ہر درندہ چل پڑا سن مجھ ربیعہ کی کہیں
 یہ تھا اک ادنیٰ مقامِ زیدستانِ رسولؐ
 بن گئی میری لحدِ طیبہ میں اُن کے لطف سے
 یوں بھی صاحب ہوں سراپا رہنِ احسانِ رسولؐ

کیوں بابِ فہم ہونہ در مصطفیٰ کا نام
 منزل ہے آطرت کی اسی نقشِ پیا کا نام
 جب ساتھ ہے درود تو مقبول ہے دُعا
 مریوط ہرزد عا سے ہے اُن کی شتا کا نام
 ہوئے روشنی کا ظہور آفتاب سے
 وابستہ ہے فدا سے رسولِ خدا کا نام
 دنیا کی کوئی دین ہو یا دین کا صلہ
 ہر شیر ہر عطا میں ہے خیر اورا کا نام
 توں بگر سے میں نے کھلایا ہے یہ چین
 نعمتِ محمدی نہیں طردِ ادا کا نام
 صاحبِ ربے گا ساتھ قیامت کے روز بھی
 ہے نقشِ نورِ دل پہ شبہ انبیار کا نام

زندگی کا سوا عشم نام رسولِ عربی
 آپ ہیں دافعِ آلام رسولِ عربی
 بہشت ہے عرشِ یہ جو نام رسولِ عربی
 ہے ہذا کا وہی پیغام رسولِ عربی
 شد لب کب سے کھڑا ہوں وراقہ میں چھوڑ
 دیکھے کوثر سے بھرا حجام رسولِ عربی
 دوا گر اذن تو طیبہ میں یہ ہو جائے غروب
 میرا سورن ہے لبِ بام رسولِ عربی
 آج دریش ہے پھر فارخِ خیر کی تہم
 ہو علیٰ ناس کوئی ضرغامِ ستام رسولِ عربی
 مجھ کو حسرت ہے یہی موت کے پہلے میں بھی
 دیکھ لوں ظلم کا احجام رسولِ عربی
 ہے نظر سوئے نیک جانبِ طیبہ دل ہے
 ہر دم آنکھوں میں ہے انجم رسولِ عربی

آرزو ہے کہ مدینے کی زمیں ہو مدفن !
 اور کھن میرا ہو احرام رسولِ عربی
 اسمِ آلامِ جدائی سے باللب دل ہے
 اب کھلنے کو ہے یہ جامِ رسولِ عربی
 ہر گھڑی آپ کے دیدار کی دیتی ہے نوید
 ہے نفسِ موت کا پیغامِ رسولِ عربی
 بھیجا مخلوق نے خالق نے درود اور سلام
 آپ کا نام ہے وہ نامِ رسولِ عربی
 موت کی نیند کا آرام ملے طیبہ میں
 زندگی کی ہوئی اب شامِ رسولِ عربی
 آپِ دانی بھی ہیں سرکار بھی آقا اس کے
 صاحب اک بندہ، بیدارم رسولِ عربی

رسول پاک تمہارا کوئی جواب بھی ہے
 بتاؤ دہر میں کیا اور آفتاب بھی ہے
 وہ دن کو دہر ہے اور شب کو ماہتاب بھی ہے
 شمع روز جزا صاحب کتاب بھی ہے
 ازل کا نور بھی عسرفان کی شراب بھی ہے
 جو مانگتے ہو مدینے میں دستیاب بھی ہے
 وہ خوش نصیب بھی ہے اور کامیاب بھی ہے
 جو بارگاہ رسالت سے فیضیاب بھی ہے
 خبر ہے اس کو دو عالم کے ایک ایک پل کی
 وہ تاجدارِ مدینہ جو نحو خواہش بھی ہے
 وہ آفتاب کسایہ کناں ہے تہن پہ سحاب
 جواب اپنا ہے خود یعنی لا جواب بھی ہے

اسی کو کشتِ عمل کو دیا ترے صدقے
وہ زندگی کہ جو اک خواب ہے سراپا بھی ہے
اب آگے اور مراتب ہیں کیا خدا جانے
ترے نصاب میں حق القمر کا باب بھی ہے،
بنا کے رحمتِ عالم انھیں کیا مبعوث
ترے کرم کا خدا ایا کوئی حساب بھی ہے
کہا یہ شعر نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے لئے
"قمر بھی ہے مرے پہلو میں آفتاب بھی ہے"
اسی کا ٹاٹ کا بستر ہے گھاس کا پھیر
جو مرتبے میں رسالت کا آفتاب بھی ہے
بروں کو حشر کے دن آپ بخشوا میں گے
رہے خیال، برا صاحبِ خسراب بھی ہے

بحوم یاس میں حسرت کا اثر دہام بھی ہے
 ویر صیبت مری مرگِ نامتِ نام بھی ہے
 پہنچ رہا ہے تجھے دل کی دھڑکنوں کا سلام
 ترا درود مری نعت لا کلام بھی ہے
 کلامِ پاک کی تفسیر ہر عملِ ستیہرا
 چراغِ راہِ ہدایت ترا کلام بھی ہے
 تجھی نہ بھولنے والے گناہگاروں کے
 یقین ہے کہ دعاؤں میں میرا نام بھی ہے
 یں اپنے آپ کو بہلا رہا ہوں یہ کہہ کر
 مدینہ دور بھی مرگ تیز گام بھی ہے
 زمانہ آج بھی دیتا ہے آپ ہی کی مثال
 مرے بنی کی طرح کوئی نیک نام بھی ہے
 احسب عشقِ بنی ہوں اذنا سے اسے نہ تب
 مری نجات کا گویا یہ انتظا بھی ہے

اب اس سے بڑا کیا کوئی مقام بھی ہے
 خدا کے بعد محمدؐ تمہارا نام بھی ہے
 خدا کے لب پہ محمدؐ تمہارا نام بھی ہے
 درود بھی ہے تمہارے لئے سلام بھی ہے
 کسی بنیٰ کو ملا اب اک مقام بھی ہے
 کسی کے حصے میں معراج کی سی شام بھی ہے
 ٹٹا رہا ہوں میں اشکِ گہر کہ میرا پیام
 نذیرِ شوق بھی ہے تذراِ حشرام بھی ہے
 کہ ہو خلد ہو دنیا کا کوئی گوشہ ہو
 ہمیں تو روزِ جزا آپ ہی سے کام بھی ہے
 سوائے آپ کے ممکن نہیں ہے بخیہ گری
 دیدہ دامنِ دل ہے شکستہ جام بھی ہے

ہے باریاب ہمیشہ سے آہ منظرِ مالا
یہ نالہ برق بھی ہے تیغ بے نیام بھی ہے
بٹی کی یاد میں ہر رات جلتا بجھتا ہوں
میں ایسی غم ہوں حاصل جسے دوا بھی ہے
ہے میرے واسطے ایک ایک پل ایک صدی
مدینہ دور بھی ہے مرگ سست گام بھی ہے
تم اپنے نور سے مرقہ مر : کرو روشن
اندھیری رات ہے مولا نیا مقام بھی ہے
صنور حشر میں صاحب کو بخشوا دینا
نگاہِ لطف کا فتان یہ غلام بھی ہے

دونوں عالم یہ اسی نام سے رحمت آئی
اسمِ اعظم کو لئے آپ کی صورت آئی

بقر کا نور بھی دیدار بھی اور جنت بھی
آپ کے در کی غلامی میں یہ دولت آئی

آپ کے نقشِ کفِ پا پہ چھکی جس کی جبین
اس کی تقدیر میں ہر اونچ کی عظمت آئی

اُمّتِ آپ کا میں ہوں یہ شرف کیا کم ہے
کام آئی ہے تو بس آپ کی نسبت آئی

آستانِ بوسی کا مجھ کو بھی ہے شرفِ صاحب
مجھ کو اک بار میری سعادت آئی

ہے آرزو کہ نصیب غلام ہو جائے
 فدائے دوسرے خیر الانام ہو جائے
 قبول اس کا درود سلام ہو جائے
 ہزاروں لاکھوں میں شامل غلام ہو جائے
 مروت جو تم پہ تو حاصل دوام ہو جائے
 مرا بہتار اشدھیدوں میں نام ہو جائے
 بھلائی کے گورنر والا تو اے شب بھراں
 خوشی کچھ ایسی ہو جیسا حرام ہو جائے
 کرم سے آٹ کے ہو خاتمہ بالکنیر
 خدا کے فضل سے قصہ تمام ہو جائے
 پیغام مرگ مدینے میں چل کے دے جو اہل
 مقام غم بھی خوشی کا مقام ہو جائے

جہاں یہ ہر درسا لت ہے جلوہ گریا رب
 اسی دیار میں پیری کی شام ہو جائے
 کرم سے ان کے مری خاک کا ہر اک ذرہ
 ضیائے دیدہ ماہِ مکتام ہو جائے
 جلا ہوں بھر بنی میں ہے ہیں ۲ سنو بھی
 عجب نہیں ہے جو دوزخ حرام ہو جائے
 اگر قبول کرے مجھ کو خاک طیبہ کی
 یہ بے مقام بھی عالی مقام ہو جائے
 خدا کرے مری ہر نعتیہ غزل صاحب
 قبولِ خاطرِ فیرا لا نام ہو جائے

مدد کو پہونچئے سرکار غم کا نارا ہوں
 بُرا ہوں، بد ہوں، گنہ گار ہوں تمہارا ہوں
 جلا رہی ہے ابھی آگ عشقِ مولا کی
 بنے گا آگے جو اکیسریں وہ پیارا ہوں
 بر آئے گی حری اُمید کب خدا جاتے
 ابھی تو یاس کے عالم کا اک نظارہ ہوں
 قدومِ پاک یہ آئینہ بیک کے کہت ہے
 گرا ہے ٹوٹ کے جو عرش سے وہ تارا ہوں
 قدومِ پاک سے نسبت کا ہے شرفِ جھکی
 ہے اونچ جس کے مقدر میں وہ ستارا ہوں
 رسولِ پاکؐ کی اُمت میں رہ کے اے صاحب
 یہ کیسے مان لوں آخسر کہ بے سہارا ہوں

(۵۸۲)

میرے آقا مرے سرکار مدینے والے
 میرے والی مرے غمخوار مدینے والے
 لب پہ جان آئی ہے فرقت میں مرا جاتا ہے
 آپ کا طالب دیدار مدینے والے
 اب یہ فرقت میں بہت عالم کچھ تھے ڈسنے کو
 دور تے ہیں در و دیوار مدینے والے
 بن گیا وقت بھی اب آپ کی اُمت کیلئے
 سر پہ لگی ہوئی تلوار مدینے والے
 ہو گیا ہوں میں پر اریغ سہری بل بل کر
 سخت مشکل سے ہوں دو پیار مدینے والے
 آرزو ہے کہ چلا آؤں درِ اقدس پر
 سب لٹا کر مرا گھر بار مدینے والے
 میں ہوں محتاجوں کا محتاج گداؤں کا گدا
 تم ہو مختار کے محنت ر مدینے والے
 بخشا دو اسے، میں آپ شفیق محشر
 اور صاحب ہے گنا گار مدینے والے

ہیں دو لوں جان و دل مبتلا مدینے میں
 ہو میری عید بھی یا مصطفیٰ مدینے میں
 ہو جام وصل کا تجھ کو عطا مدینے میں
 بلا لہ تجھ کو رسولِ خدا مدینے میں
 مرا سکون مرا مدعا مدینے میں
 مرے حبیب مرے مصطفیٰ مدینے میں
 چو کا دل کلے شمس جیسے جب میں خاکِ طہیر
 تو پیشوائی کو آئے نصیب مدینے میں
 ادھر تو منظرِ شانِ بلال ہے مکہ
 ادھر جمال کی ہے انتہا مدینے میں
 مدینہ رحمت ہے پرچم کے گئے گئے رہا ہے پناہ
 ہے پایہ تختِ شہ انبیاء مدینے میں

حمد۔ لغت۔ منقبت ۱۵۲ صاحب حیدر آبادی

نہ موت بحر میں اچھی نہ زیست ہی اچھی
وصال وصل کا پائے مزار مدینے میں
نویہ فلد بشارت میں بانٹنے واسے
دکھادے بہر خدا میری جا مدینے میں
پیناہ خاک مدینے ہی مانگ نی میں نے
بتوں ہو گئی ہے سب کی دُعا مدینے میں
اُٹھوں تو حشر میں طیبہ کی خاک سے اُٹھوں
رہوں تو بن کے رہوں نقشب پاد مدینے میں
غلام آپ کا ، صاحب ہے دور افتادہ
بلالو پاس شہر انبیاء مدینے میں

۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء

علی قافلے والے سوئے محمد
 اڑا لے بچے مشکبویئے محمد
 دکھا دے خدا تجھ کو روئے محمد
 نکا ہوں کو ہے جستجوئے محمد
 سبھی تو من کو ترسے سیراب ہونگے
 یہ ہے وسعت آبجوئے محمد
 نہ ہو عاصیو خوف روز جزا کا
 کہ ہے بخشش ان ہی خوئے محمد
 خدا بخش دے گا ہر اک اُمتی کو
 ہے پیاری اُسے آبروئے محمد
 سمائی ہے سر میں ہوائے مدینہ
 مرے دل میں ہے آرزوئے محمد
 فرشتوں نے آنکھوں کا سُرمہ بنایا
 یہ ہے عظمت خاک کوئے محمد
 بلایے صاحب کو قدموں میں آقا
 سب در کو مل جائے کوئے محمد

دین ہو کہ دنیا ہو، اپنے مہربانی کو بیگانے
 نور شمع احمد کے جا بجا ہیں پروانے
 آپ سے مل گئے تو آپ کے ہیں دیوانے
 ہم جہاں میں ہیں لیکن زندگی سے بیگانے
 آپ کی محبت کا نور سب دلوں میں ہے
 ایک شمع ہے جس سے جگمگائے کاشانے
 دیکھ کر صحابہ کا عشق ذاتِ اقدس سے
 محو ہو گئے دل سے دل کے سارے افسانے
 ذکر اُن کا سنتے ہی نام اُن کا لیتے ہی
 جاتے کیوں تھمکتے ہیں چشمِ بزم کے سمانے
 سلسیلِ قطب کی ہر طرف مہوئی باری
 گھل گئے جہاں بھر میں اس گلی کے منوانے
 کائنات کی ہر شے اُن کے بعد ہے صاحب
 ابتداء محمد میں انتہا خدا جانے

اپنے اسرار کو خدا جانے
 رمز کو اس کے مصطفیٰ جانے
 ہم دعاؤں میں اُس سے کیا مانگیں
 بے کسے جو کہ مدد جانے
 اک سنگ آستان پاک رسولؐ
 در کہاں کوئی دوسرا جانے
 جاں بلب ہوں میں شوقِ طیب میں
 کب بلائیں گے وہ خدا جانے
 جس کے دل میں ہو سوزِ پرواز
 کچھ وہی عشق کا مزا جانے
 اتنی ہی ہم اُسی کے ہیں جس کو
 ہر نبی اپنا آسرا جانے

اب بھی دل کا درد ہوتا کم نہیں یا مصطفیٰ
 اب اکھٹانے کو یہ صدمے دم نہیں یا مصطفیٰ
 آپ کی چشمِ ترجم کے سوا اس دہریہ
 زخمِ دل کے واسطے مرہم نہیں یا مصطفیٰ
 میرے حصے میں مسلسل کلفتِ شامِ فراق
 ویسے کوئی شے یہاں داکم نہیں یا مصطفیٰ
 مستقل دردِ جدائی تے کیا ہے خونِ خشک
 دامنِ مرگاہاں بھی اب تو کم نہیں یا مصطفیٰ
 شیونِ آپ رواں ہے دُونے تک بحر میں
 قطرہ دریا میں ابھی تک صدم نہیں یا مصطفیٰ
 آپ تسکینِ دل و جاں دافعِ رنج و الم
 آپ مل جائیں تو پھر کچھ غم نہیں یا مصطفیٰ
 نہ آتشِ ہجرال سے گویا ہر نفس ہے شعلہ
 نعتِ صاحبِ نوحہ ماتم نہیں یا مصطفیٰ

ہوا بھائے کے سایہ میں صنم سایہ محمدؐ کا
بجز اللہ کے ہے کون بھایہ محسنہ کا

زوالِ آخر ہے ہر شے کو نہیں اک دینِ احمدؐ کو
رہے گا تا ابد قائم یہ سرمایہ محمدؐ کا

فرشتوں میں نہ تو جن و بشر میں اُن کا ثانی ہے
مہیں ارض و سما میں کوئی ہم پایا محمدؐ کا

خدا نے ذکر کو سرکار کے یوں سر بلندی دی
زمین و آسماں میں نور پھیلا یا محمدؐ کا

یہی اک معجزہ کیا کم ہے دنیا کے لئے صاحب
ملا قرآن کی صورت میں فرمایا محسنہ کا

ملا ہے نطقِ شبِ بحر و بر کی بات کرو
 بنی کا ذکر یہاں نصیر البشر کی بات کرو

نکل کے جان مری پیلے جلے گی طیبہ
 عزیز و مجھ سے اسی راہ گزر کی بات کرو

بنی ہیں پانہ تو اصحاب اُن کے تارے ہیں
 نظر ملی ہے تو ذوقِ نظر کی بات کرو

بیانِ فلک سے جی میرا گھر گیس یارو
 بنی کے گھر کی کچھ اُن کے نگر کی بات کرو

شبِ فراق کا رونا تو روئے صاحب
 سحرِ قریب ہے، عزمِ سفر کی بات کرو

کرم سے تم ہوئے رب کے مکرّم یا رسول اللہ
 تمہارے نام میں ہے اسم اعظم یا رسول اللہ
 تپا بحر اں سے ہوں بے حال قدموں میں بلالے
 ترکِ دلی کی ذرا ہوتی نہیں کم یا رسول اللہ
 میں غامی ہوں، خدا غفار ہے، تم رحمت عالم
 یہاں ہے بس اس میں ربطِ محکم یا رسول اللہ
 حکم رب فرشتے آپ کو پہنچاتے جاتے ہیں
 سر کے تالے، مری فریاد ہم یا رسول اللہ
 تمہارے آستان کو چھو تو کر جائے کہاں غامی
 تھی تو ہوشہشاہ دو عالم یا رسول اللہ
 غم دوری نے رگ رگ میں مری اک آگ بھڑکادی
 اگر غم ہے کوئی تو پہنچے یہی غم یا رسول اللہ
 بہت سے انبیاء پیدا ہوئے آدم سے عیسیٰ تک
 ہوئے اک آپ ہی نورِ محکم یا رسول اللہ
 ہوئے شوقِ طیبہ کاش اڑائے جلے صاحب کو
 کہ اب عمر رواں اس کی رہی کم یا رسول اللہ

خدا کرے کہ ہو درپیش جو ہو پیش آئی
 تمہارے در سے ہو والستہ میری پیشانی
 نہ دیکھا سایہ کسی آنکھ نے ترا مو لا
 ملے گا کیسے درد عالم میں کھیر ترا ثانی
 تمہاری رفعت عالی مقام سے شاہا
 ملی ہے آئینہ شش بہت کو حیرانی
 پڑھے جو کلمہ تمہارا زبان سے دل سے
 خدا کے ذمے بس اُس کی ہوئی نگہبانی
 اسیر بندِ شبِ غم ہوں محض یہ ہے
 ہے داستانِ غم و درد میری طولانی
 ہو مرے اشک کے قطرے میں بحرِ کیا بہاں
 پھر اک بار اُٹھے نوح کی سی طغیانی
 چراغِ مصطفویٰ کا ہوں میں بھی پروانہ
 میں چاہتا ہوں غمِ عشق کی تسراوانی
 مدد کو آؤ کہ امت بہت پریشاں ہے
 تمہارا دستِ مبارک ہے دستِ یزدانی
 حضورِ آپ کا اک کلمہ گو ہے صاحب بھی
 ہو اس کے واسطے دونوں جہاں میں آسانی

وہ مسیحاؑ کو ہمپا تک آئیے نہیں ہیں
 رھمتیں بے کے گنہ گار تک آئیے نہیں ہیں
 اور فضا میں رسالت کی کشش کیا کہتے
 عشق کی لذت سرشار تک آئیے نہیں ہیں
 حشر میں ہاتھ سیاہ کاروں کے بڑھتے بڑھتے
 دامنِ احمق خمار تک آئیے نہیں ہیں
 اُن کو گونے سے پچا لیتے ہیں میرے آقاؐ
 جو سیاہ کار سرشار تک آئیے نہیں ہیں
 یا بنیؑ آپ کے آگے بھی ہوئے اور بنی
 وہ کہاں آپ کے کردار تک آئیے نہیں ہیں
 برہ کی طرح ان کو بھی مٹا دے یا رب
 ترے دشمن گل و گلزار تک آئیے نہیں ہیں
 غم دوری میں شب و روز کے رونے والے
 آنکھیں کھوکھو کر ترے دیدار تک آئیے نہیں ہیں

اچکیاں بن کے ٹکلنے کو مری جان کے ساتھ
 مرے ارماں لب اہلادک آپہنچے ہیں
 خوش نصیبی کی حدیں اور بڑھیں اور بڑھیں
 گرتے پڑتے ترے دربار تک آپہنچے ہیں
 قبر کی جا بٹھے یثرب کے چمن میں بے دے
 لے ترے سایہ دیوار تک آپہنچے ہیں
 اپنے در سے انھیں نکالی نہ پھرانا داتا
 مانگئے جو تری سرکار تک آپہنچے ہیں
 روشنی لے ہر دین ہر دین ملت کہ ہم
 قبر کی پہلی شب تار تک آپہنچے ہیں
 مدح سرکار کی بوجہ میں سماں صاحب
 شعر وہ حسن کے معیار تک آپہنچے ہیں

۴/ ستمبر ۱۹۸۱ء

جس کو لئے سجود و ترا نقشب یا ملا
 اس سے فرازِ عرش یہ اُس کا خدا ملا
 در سے حضور کے کرم کبریا ملا
 کیا پوچھتے ہو ہم سے یہاں آ کے کیا ملا
 قطرے نے جب بھی دی ہے انا البحر کی صدا
 وہ نور بن کے نور کے دریا سے جا ملا
 ربت کریم کے یہ رسول کریمؐ ہیں
 میں کیوں بتاؤں اُن کی کریمی میں کیا ملا
 کیونکر نہ بختِ خفہ کو اپنے دُعا میں دوں
 دیدارِ پاکِ روئے شہِ انبیاء ملا
 صاحبِ ہزار بات کی یہ ایک بات ہے
 جس کو ملے رسولؐ اُسی کو خدا ملا

گنہ گارانِ اُمت بھی شریکِ بزمِ احمد ہیں
 خدا کے ہم نوا یہ بھی ثنا خوانِ خستہ ہیں
 محمدؐ ہی کی خاطر سے ہوئی تخلیقِ آدمؑ کی
 خدا کی دین کی شاہِ دو عالم آخری حد ہیں
 شرف سرکارؐ کے صدقے میں پایا آدمیت نے
 بزرگی میں بنیؑ آدم اگرچہ جدِ امجد ہیں
 پیام اللہ کا پہنچا جہاں آدمؑ سے عیسیٰ تک
 محمدؐ بھی انہی ادیان کے گویا مجتہد ہیں
 انہی کے دم قدم سے ہیں بہاریں زندگانی کی
 عنایات و کرم ہیں رحمت و الطافِ بحد ہیں
 نہ کھاؤ غم گنہ گار و نہ دائمِ پشت پر اپنی
 محبت ہیں، محبت ہیں، خستہ ہیں، محمدؐ ہیں
 مجھے یہ ناز ہے صاحب کہ پشتِ تیری فدائی ہوں
 غلامانِ غلام احمدؑ مرسلِ البوحہ ہیں

حمد

وادی طور بھی تیری ہے یہ گوگل تیرا
رام تیرے ہیں سہی ، جو بھی ہے وہ گل تیرا

نار دوزخ بھی تری خُلدِ بریں بھی تیرا
گلستاں بھی ہے ترا غارتِ گل تیرا

تیرے ہی حُسن کے ہیں تا بہ ابد سب بلوے
چاند سورج سے کھلا کیا ہے تقابل تیرا

بے نیازی کی قسم اے مرے دینے والے
فجہ کو مایوس نہ کر دے یہ تغافل تیرا

لب پہ قریاد نہ شکوہ نہ فناں ہے صاحب
واہ کیا منہا ہے کیا صبر و تحمل تیرا

عامی کی کیا بات ہے عامی کا کیا سلام
 پڑھتا ہے کتم پہ صبح و ما بکریا سلام
 جز اشک و آہ اور کوئی مشغہ نہیں
 پہنچا درِ حضورؐ یہ بارِ صب سلام
 بس اک خیال آپ کا رہتا ہے روز و شب
 میرا ہے یہ درود 'یہی ہے مرا سلام
 نمازاں وہ اپنی خوبی قسمت یہ کیوں نہ ہو
 جس کو ذہب نصیب جواباً ملا سلام
 جاتا ہوں اب تو آؤں گا بھائی جو بھر نصیب
 تجھ کو مری جیس کا درِ مصطفیٰ سلام
 صاحب میں فرط شوق سے کیونکر نہ جان دوں
 لیتے غلام کا ہیں شہ انبیاء سلام
 وہ دن بھی ہو کہ آکے مدینہ قدا کرے
 صاحب سنائے آپ کو کہہ کو نیا سلام

مانگوں نہ ایک چیز بھی میں کائنات سے
میرا سوال ہے تو تحسین کی ذات سے
یادِ بنی میں گزرا ہے گزرا ہے جو نفس
نسبت کا سلسلہ ہے بندھا ان کی ذات سے
تاثر سیرتِ بنویؐ کا نہ پوچھ حال
ذرہ بھی آفتاب بنا ان صفات سے
ہے ذاتِ حسین کی باعثِ تخلیق کائنات
والبتہ ہے امید اسی پاک ذات سے
معمور و مکرر پاک سے ہے ہر نفس مرا
فانی جو پل ہے وہ نہیں میری حیات سے
رویا میں جب حضورؐ کا جلوہ ہوا نصیب
وہ رات کم نہیں ہے مجھے شبِ بارات سے
اُس اسمِ ذاتِ پاک کے صاحبِ ثار میں
بد لاکسم حیات ہے قند و نبات سے

محمد آپ کے دم سے شعورِ حق و باطل ہے
 وگر نہ کوئی مہر ہے نہ چادہ ہے نہ منزل ہے
 دعائیں مغفرت کی بولہب کے واسطے یارب
 بشر کا حوصلہ اب کہاں اب کہاں دل ہے
 نہیں حُبِ بنی سے بڑھ کے کوئی چیز عالم میں
 یہی ہے حاصلِ دنیا یہی عقیقہ کا حاصل ہے
 میں وہ عامی وہ نادان ہوں مجھے ننگِ بشر کہئے
 گو ای ذرہ ذرہ دے لقب یہ اُس کے قابل ہے
 سرے اشعار میں عشقِ بنی کی لے جو یہاں ہے
 خورشیدوں کا وہی نغمہ وہی شورِ عناد دل ہے
 مری کشتی کی پردہ ہے سرے سرکار کا دامن
 مرے پیشِ نظر طوفاں نہ محکو فکرِ صل ہے
 کچھ کیفیتِ زیست کی طیبہ کی دوری میں
 کوئی تھینے کے لائق ہے نہ مرجانے کے قابل ہے
 غمِ ہجرِ بنی میں ڈوب کر کس پار ہو جاؤں
 غمِ ہجرِ بنی بھی قرب ہی کی ایک منزل ہے
 خمیرِ آب و گل ہے پیکرِ آدم مگر صاحب
 غمِ عشقِ بنی ہو تو مجسم جانِ دل ہے

محسوسہ گر نہ ہوتے ہم نہ ہوتے
دلوں کے جامِ جامِ جسم نہ ہوتے

سمجھ لیتے اگر صبر و رضا کو
ہماری زندگی میں غم نہ ہوتے

اثر ہے رحمتِ عالم کا ورنہ
ہمارے دیدہ پر غم نہ ہوتے

برستی آسماں پر آگ ہم پر
اگر وہ رحمتِ عالم نہ ہوتے

نئی مکی عشقِ صاحبِ گر نہ ہوتا
حیاتِ افز و دود و غم نہ ہوتے

گلستانِ دو عالم میں بسی خوشبو محسوس کی
 گلِ ریاں سے نکلی نکبت کیسوی محسوس کی
 مہ و انجم میں سورج میں زمیں کے ذرے ذرے میں
 کرن پھیلی ہوئی ہر سمت ہے روئے محسوس کی
 جو تیغ برق سے ہرگز نہیں تا حشر بھی ممکن
 کرم دم بھر میں ممکن بخش ابرو محسوس کی
 زمانے بھر میں جتنی نیکیاں اُمت نے کی ہونگی
 قیامت میں وہ ہوں گی قوتِ بازو محسوس کی
 زمین پر چار چھلے جب بھی پڑتے ہیں چمکتے ہیں
 خیر آب و گل تجھ میں ہے یہ خوشبو محسوس کی
 صحابہؓ ہوں کہ اہل بیت ہوں یا اولیاءِ خدا
 ملے گی آپ کو ان میں دی ہوئی حق محسوس کی

سرِ بالیس کہ مصطفیٰ کا جب قدم آیا
 پے درخت وہیں آنکھوں میں کچھ کے میرا دم آیا
 لحد میں امتحاں کے واسطے جس دم نیکر آئے
 دھڑیا دھڑلبا پہ میرے دم بہ دم آیا !
 فدائے روضہ اقدس ہوا ہوں جب سے میں شہاب
 تمہارے غم کے ہوتے دوسرا کوئی نہ غم آیا
 سمائی ہے مرے سر میں ہوا جب سے مدینے کی
 بھلے نے زندہ گی تیرا تصور کم سے کم آیا
 غلامی تھی شبہ والا کی ایسی نعمت فطری
 مرے لینے کو رنواں آگے بڑھ کے دو قدم آیا
 فرشتے نے چلے جب روح میری جانب طیبہ
 اٹھا نعل دیکھنا پر وا نہ شمع حرم آیا

ہوا جب فاطمہ فہیم رسل کے ناک پر میرا
 تو آتی جان میں جاں اور میرے دم میں دم آیا
 گیا کھٹا گرو گروانے کے سے دربار میں اُن کے
 جگہ قدموں میں دینے، سر کی میں دے کر قسم آیا
 بحق بیعت یوری کرو ہر مانگ سب کل کی
 سوغائے کاسہ امید محتاج کرم آیا
 مے جنتی جنتی جنتی سے ہر شے شے صاحب
 مرف خجعت ہیں ہر اک جام بن کر جام جم آیا

جان و دل دونوں فدا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 منظر نور خدا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 آپ محبوب خدا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 آپ کب دہ سے جہا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 ہاتھ خالی آپ کے در سے کوئی لوٹا نہیں
 صاحب جود و سخا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 ہر نبی کے واسطے ہر امتی کے واسطے
 آپ ہی کے نقش پا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 آپ کے اسم گرامی میں ہے اکیر شفا
 دافع ہر اک بُبا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 انس و جان سب آپ ہی کے تابع فرمان ہیں
 عاکم ارض و سما ہیں یا محمد مصطفیٰ

دین میں دنیا میں شاہا بیکیوں کے واسطے
 آپ ہی حاجت روا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 آپ کے انوار سے ہے دونوں عالم پر کھار
 آپ ہی نور خدا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 آپ کے حسنِ عمل سے آئندہ ہے آب آب
 منظرِ صدق و صفا ہیں یا محمد مصطفیٰ
 صاحبِ عالمی ہے مولا آپ کا ادنیٰ غلام
 آپ شاہ و انبیاء ہیں یا محمد مصطفیٰ

(۵۸۲)

منقبت بحضور غوثِ اعظم

نہیں آپ سادوسرا غوثِ اعظم
 محبتِ حبیبِ خدا غوثِ اعظم
 مرادِ دلِ مصطفیٰ غوثِ اعظم
 بنی کے ہر دستِ علی غوثِ اعظم
 درِ گنجِ عرفان و عشقِ محمّد
 ولایت سے تمہاری کھلا غوثِ اعظم
 ہوئے تم پر راہنی خدا بھی ہے راہنی
 ہیں راہنی رسولِ خدا غوثِ اعظم
 یقین ہے مجھے اپنی منزلِ رسی کا
 مرے پیشوا رہنما غوثِ اعظم
 ملے کچھ تو نغمِ ابدال مجھ کو آخسر
 شبِ ہجر کا دو صد غوثِ اعظم

تمہی تو ہوتا سب رسولِ خدا کے
 غریبوں کا ہو آسرا غوثِ اعظم
 علو مرتبت آیتا ہیں اولیاء میں
 بُرا ہوں، میں سب سے بُرا غوثِ اعظم
 خدا بھی اُسی کا خدا لی بھی اس کی
 ہوا دل سے جو آپ کا غوثِ اعظم
 خدا جان و دل سے تصدق تھے تم پر
 خدا آئی تھے تم پر خدا غوثِ اعظم
 سندِ قادریت کی صاحبانے پائی
 ملا جو بھی تم سے ملا غوثِ اعظم

۳۰ جنوری ۱۹۸۱ء

۱۔ حضرت معروف علیشاہ قادریؒ
 ۲۔ حضرت شاہ ہدایت علی الدین خاں قادریؒ

ہر حکم آپ کا ہے دستور عین فطرت
 سیرت حضورؐ کی ہے ہر دور کی ضرورت
 جز آپ کے ملی ہے کس کو شہا یہ عزت
 تا حشر کب رہی ہے قائم کوئی حکومت
 اس شاہ دو جہاں نے کس کلام مدحت
 جاری کیا ہے میرا پروانہ شفا عست
 حافی ہیں چہرے جیب سے سرکار دو جہاں کے
 حاصل ہوئی ہے تجھ کو اللہ کی حمایت
 مٹی میں مل چکے تھے جو اشک میرے گر کر
 کیا تھی خبر نہیں گئے گوہر وہ بیش قیمت
 ہر نعمت الہی ہے ختم آپ ہی پر
 ہیں خیر آدمیت وہ خاتم النبوت
 اس ذات کے نقد جو نور ہے سراپا
 چمکے گا ماقیامت مہر و مدرست
 اس شمع رُخ پہ مل کر بن جاؤں فاک طیبہ
 اللہ میرے پیدا ایسی ہو کوئی صورت
 صاحب با ایک بکس بے یار بے سہارا
 اور آپ کا ہو دامن اللہ پتری قدرت

کھی مری جان کو بکلی رات بھر
 یادِ طیبہ سستاتی رہی رات بھر
 روئے پاک آنکھوں میں پھرتا رہا
 غم سے بدلی ہوئی تھی خوشی رات بھر
 جاں نکلتے کو تن سے چسلی رہی
 موت پہلو بدلتی رہی رات بھر
 خون رگ رگ میں میری اُبتا رہا
 یا بنی آنکھ میں تھی مٹی رات بھر
 رات بھر داغِ دل میرے چلتے رہے
 رات تہی ہوئی تھی مری رات بھر
 رات بھر رقصِ بسمل کا ہوتا رہا
 تیغِ فرقت کی چلتی رہی رات بھر
 جانبِ درِ میری آنکھ تکی رہی
 شمعِ خاموش چلتی رہی رات بھر
 یا بنی کوئی پرسان نہ تھا بھر میں
 آتی جاتی رہی سانس ہی رات بھر
 صاحب بے نوا مثلِ سیما تھا
 مانگنی میں کئی یا بنی رات بھر

ہے انبیاء میں آپ کا درجہ امام کا
کیا پوچھنا ہے سیر عالی مقام کا

ایسا کوئی سنی نہ کوئی - آستان فیض
صہ قہ ہے کائنات رسول انام کا

سرکار جلوہ رخ روشن دکھائیے
اب زیت جیسے اک کن رہے شام کا

ہو دمیدم نصیب ابے بیت تک کہ دم میں دم
کرتا رہوں طواف میں بیت الحرام کا

روزِ حساب، غرضِ محشر میں دیکھنا
صاحبِ مقدم شاہ کے ارغوانِ خدم کا

منقبت بحضور حضرت سلطان الہند غریب نواز

کرم ہو خاص مرے حال پر عزیز نواز
 لگا دو مجھ کو فرشتوں کے پر عزیز نواز
 عزیز ہوں میں، نہیں سہل و زر لٹانے کو
 قبول ہوں مرے اشک گہر عزیز نواز
 جو سربلک کے کہا ہائے اب کدھر جاؤں
 پکلا اٹھے یہ دیوار و زر عزیز نواز
 مقام آب کا کتنا بلند ہے خواجہ
 نہیں نظر کی وہاں گزر عزیز نواز
 قدم پاک کو جب چھو سکی نہ میری نظر
 بنایا آہ کو پھر عامر بر عزیز نواز
 حمام عمر کئی جہل کے اندھیرے میں
 ہوا اب تو شام کی سحر عزیز نواز

نگاہ و قلب کو آقا مرے روشن کرو
 نہ ہونے پائے نگہی کو خبر غریب نوازؑ
 بنادو تم مرے نخل امید کو طوبیٰ !
 عطا کرو مجھے میرا شتر غریب نوازؑ
 تمہارے پاس نہ دینے سے ہو کے آیا ہوں
 نہ ہونے دو مجھے اب دُر بدر غریب نوازؑ
 ہے مرے دل میں درِ دسیگر کا ارماں
 عطا کرو مجھے اذنِ سفر غریب نوازؑ
 جو دُر پہ آیا ہے دل کی مراد پایا ہے
 گھرِ اہوں کب سے لئے چشمِ تر غریب نوازؑ
 غلامِ آپ کا ہے گریہ نام ہے صاحب
 غریب شہر یہ بھی اکا نظر غریب نوازؑ

منقبت بکھنور حضرت سید محمد ابوالنصر صابو

نہیں تخت و تاج سے کم مرا منصب گداغی
 مرے ساتھ ہے زمانہ مرے ساتھ ہے فدائی
 مجھے ناز ہے تو یہ ہے کہ ہوں خاکِ پیرِ پیاکی
 تو کمالِ حسن و خوبی، میں تمام تر بُرائی
 جو کبھی بھٹک گیا ہوں میں سیاہ واریوں میں
 تری زلف نے بھک کر، مری کی ہے رہنمائی
 یہ ملتی خوبی، مقدّر، تری خاکِ در سے نسبت
 مرے کام آئی، ہر دم، ترے نام کی دُہائی
 مرے دل کی دھڑکنوں میں، مرے گرم آنسو میں
 ملی تیری گرم جوشی، تری جب بھی یاد آئی
 تو وہ شہرِ یار ملت ہے قدم سے جسکے نصرت
 ترادست دستگیری ترانہ نور مصطفائی

ترے وصل میں بھی آنسو تیرے فصل میں بھی آنسو
 نہ تو غم ہی راس آیا نہ خوشی ہی راس آئی
 یہ سنا تھا جسم و جاں سا ہے دلوں کا بھی تعلق
 ہوئے تم جدا جو مجھ سے مجھے موت کیوں نہ آئی
 سر حشر سا کھڑا مرا مرے یار دینے والے
 مرا ہاتھ تو نے چھوڑا یہ ہے کسی آشنائی
 ترے جام کے نقد قہجے ہوش کب کسی کا
 بہ غرور کھٹا ہی نہ شعورِ یار سانی
 تون ہر ادا ہے قاتل، ترا ہر نفس میسا
 جت چاہے زندہ گی دے تری ایک لب کشائی
 تجھے پائے کیسے کھوتا، تجھے کھوئے کیسے پاتا
 مری زندگی کا حاصل، مری زیست کی کمانی
 یہ ہے رمز کیا جتا دے، یہ ہے راز کیا بتا دے
 تو ہے جب کہ سب تھ میرے مجھے کیوں غم جدائی
 ترا کام ہے جلاتا مرا کام اُن نہ کرنا
 ترا رُخ پر غمِ برونِ شبنمِ عرب بہ ناز و دل فدائی
 میں ابو نصر کا صاحب ہوں غلام ایک ادنیٰ
 میں کروں جو مدح اُن کی وہ ہو میری خود ستائی

حدید نعتا فیقت ۱۸۴ صاحب حیدر آبادی

حسرت دیدنے جب جانب طیبہ دیکھا
دل میں اک نور سا آنکھوں میں اُجالا دیکھا
خواب میں دیکھ کے سرکارِ دو عالم کے قدم
ہم نے بتغیر میں دربارِ مدینہ دیکھا
فاکِ پاکِ در اقدس سے جدا ہوں اب تک
بختِ بیدار نے کیا خواب اوصورا دیکھا
شاید اس واسطے آنکھوں نے بھارت کھوری
ان گزگاروں نے سرکار کا جلوہ دیکھا
حشر کی دھوپ کا باقی رہا خوف و خطر
ہم نے دامنِ رسالت کا جو سایہ دیکھا
ہاں یلب روز مجھے تشنہ پی رکھتی ہے
میں نے زم زم کا کنواں جب سے نہ آیا دیکھا
کیا آخر نام محمدؐ میں نہاں ہے یا رب
دیکھا جس کو بھی اسی نام کا شہید دیکھا
رحم آ ہی گیا صاحبِ پرتو رحمت کو
جب گنگار کا اتر ا ہوا چہرہ دیکھا

حد۔ نعت۔ منقبت ۱۸۵ صاحب حیدر آبادی

قطعہ تارِ بخ گلستانِ حمد و نعت و منقبت
از الحاج خواجہ معین الدین بزمی قلمی

گلستانِ حمد و نعت و منقبت

واہ کیا دیوان صاحب کا چھپا

بطح کی تارِ بخ بزمی نے بھی

حمد و نعت و منقبت علم و ف

۱۳۰۳

صاحب حیدر آبادی کی دیگر تصانیف

- ۱۔ سخن در سخن رباعیات و قطعات مطبوعہ ۱۹۷۱ء
- ۲۔ افق در افق رباعیات مطبوعہ ۱۹۷۴ء
- ۳۔ سخن در سخن رباعیات و قطعات مطبوعہ ۱۹۷۹ء
- ۴۔ جوہر اندیشہ غزلیات، انظم و غیرہ مطبوعہ ۱۹۷۹ء
- ۵۔ فیوض فدائی (تالیف) مطبوعہ ۱۹۸۲ء

زیر ترتیب طبع شدنی

- ۱۔ جنوبی ہند اور دکن میں رباعی گوئی (تذکرۃ الشعراء تالیف)
- ۲۔ کاروان در کاروان منظوم تراجم
- ۳۔ دیباچہ شمع غزلیات
- ۴۔ آتش بے نام غزلیات
- ۵۔ ولا اکیڈمی (ایک جائزہ) تالیف
- ۶۔ سلسلہ درس سلسلہ رباعیات و قطعات تاریخ
- ۷۔ نگارشات صاحب حیدر آبادی ادبیات (نثر)



سید مظفر الدین خان صاحب حیدرآبادی

پیدائش ۱۹۱۸ء

تصویر ماہ نومبر ۱۹۸۲ء

گلستانِ حمد و نعت و منقبت چھٹی پیشکش
باغیاتِ قطعات، قطعاتِ تاریخ اور غزل کے مجموعے
چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

ٹائٹل

انتخابِ پریس